مجلہ طلوع اسلام کا اجراء 1938ء میں علامہ اقبالؒ کے ایماء اور قائد اعظمؒ کی خواہش پر عمل میں آیا

قرآنی نظامِ ربوبیت کا پیامبر

ماہنامہ طلوعِ اسلام لاہور

قیمت فی پرچہ
15/-
روپے

ٹیلیفون : 5714546/5753666
Idara@toluislam.com
خط و کتابت
ناظم ادارہ طلوعِ اسلام (رجسٹرڈ) 25 بی گلبرگ لاہور

بدل اشتراک
سالانہ
پاکستان 170- روپے
غیر ممالک 800- روپے

جلد 53 جولائی 2000 شمارہ نمبر 07

Bank Account Number 3082-7, National Bank of Pakistan, Main Market Gulberg Branch, Lahore.

ادارت محمد سلیم اختر

مجلس مشاورت

ڈاکٹر صلاح الدین اکبر (اردو سیکشن)
بشیر احمد عابد (اردو سیکشن)
محترمہ شمیم انور (انگلش سیکشن)
: ———— :
اکاؤنٹینٹ : مرزا زمرد بیگ
سرکولیشن منیجر و کمپوزر : شعیب حسین

انتظامیہ

چیئرمین :- ایاز حسین انصاری
ناظم :- اقبال ادریس
ناشر :- عطاء الرحمان ارائیں

قانونی مشیران

عبداللہ ثانی ایڈووکیٹ
ملک محمد سلیم ایڈووکیٹ
محمد اقبال چوہدری ایڈووکیٹ

پرنٹرز آفتاب عالم پریس ہسپتال روڈ لاہور --- فون: 7232584

فہرست

لمعات	(ادارہ)	3
سائنس اور ایمان بالغیب	(ادارہ)	6
مملکت پاکستان کے دکھوں کا علاج	ڈاکٹر سید عبدالودود	11
میں کرسچن کیوں نہیں ہوں؟	ڈاکٹر شبیر احمد (فلوریڈا)	13
لغات القرآن	(ادارہ)	23
سراب جمہوریت	ایم۔اے جاوید	28
حسبنا کتاب اللہ	افتخار حسین	31
حقائق و عبر	(ادارہ)	34
جواں فکر (غیر اسلامی فرقوں کا اسلامی نظام)	ایم ساجد رزاق	41
باب المراسلات	(ادارہ)	44

ENGLISH SECTION

Chained : By Saima Hamid 49

Tribute to Parwez : By M.Islam 64

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لمعات

عمر ہا در کعبہ و بت خانہ می نالد حیات
تا ز بزم عشق یک دانائے راز آید بروں

علامہ ...حمد پرویز (رحمتہ اللہ علیہ) کی ولادت با سعادت مورخہ 9 جولائی 1903ء کو (موجودہ مشرقی پنجاب کے) ضلع گورداسپور ...ٹالہ میں ہوئی۔ آپ کے دادا، مولوی' چوہدری' رحیم بخشؒ حنفی مسلک کے ایک جید عالم اور سلسلہ چشتیہ نظامیہ کے ایک ...گ ہونے کے علاوہ ایک ماہر طبیب اور سنسکرت کے عالم تھے۔ علامہ غلام احمد پرویز کی ابتدائی تربیت اپنے دادا کی زیر نگرانی ...اور یہی وجہ ہے کہ میٹرک تک پہنچتے پہنچتے ان کی نگاہ کی مشرقی مغربی افقین کافی وسیع اور "باطنی علوم" کی گہرائیاں کافی عمیق ہو ...تھیں۔

...۔ اے پاس کرنے کے بعد سول سروس میں چلے گئے اور 1954ء میں جب کہ آپ وزارت داخلہ میں اسسٹنٹ سیکرٹری کے ...ز تھے' قبل از وقت ریٹائرمنٹ لے لی تاکہ اپنے قرآنی مشن کو پورا وقت دے سکیں۔

...ں دوران میں آپ کی زندگی علمی معرکہ آرائیوں سے عبارت رہی۔ 1932ء میں ابوالکلام آزاد کے تفسیری ترجمہ ترجمان ...ن کی پہلی جلد شائع ہوئی۔ انہوں نے سورۃ الفاتحہ کی تفسیر کے سلسلے میں اپنے اس نظریہ کی تبلیغ بڑی صراحت سے کی تھی کہ ...چائیاں دنیا کے ہر مذہب میں یکساں طور پر پائی جاتی ہیں۔ اس لئے تمام مذاہب سچے ہیں۔ لیکن پیروان مذہب سچائی سے منحرف ...ئے ہیں۔ اسلام کہتا ہے کہ اگر وہ اپنی فراموش کردہ سچائی از سر نو اختیار کر لیں تو میرا کام پورا ہو گیا۔ یہ فراموش کردہ سچائی کیا ...یک خدا کی پرستش اور نیک عمل کی زندگی۔ یہ کسی ایک گروہ کی میراث نہیں کہ اس کے سوا کسی انسان کو نہ ملی ہو۔ یہ تمام ...میں یکساں طور پر موجود ہے۔

...مہ پرویزؒ کی بصیرت قرآنی کے مطابق یہ نظریہ' اسلام کو اس کی جڑ بنیاد سے اکھیڑ کر رکھ دیتا ہے۔ یہ برہمو سماج کی تعلیم تو ہو ...ے قرآن کی نہیں۔ اس لئے آپ نے اس کی تردید میں ایک تفصیلی مقالہ لکھا جو ماہنامہ معارف (اعظم گڑھ) کی جنوری 1933ء ...اشاعت میں شائع ہوا۔

...س زمانے میں ابوالکلام آزاد کی شہرت تا بہ ثریا پہنچی ہوئی تھی۔ وہ قلم اور زبان کے بادشاہ اور علم کے سمندر سمجھے جاتے تھے۔ ...کی صف میں وہ امام الہند قرار دیئے جاتے تھے۔ ان کی پیش کردہ تفسیر کی مخالفت اور وہ بھی ایک "غیر مولوی" کی طرف سے کسی ...شیہ تصور میں بھی نہیں آسکتی تھی۔ لیکن یہ علامہ پرویزؒ کی جرات ایمانی تھی کہ آپ نے سب سے پہلے اس تفسیر پر اپنی تنقید ...ی۔

1926ء میں ریاست بہاولپور کی ایک عدالت میں ایک مسلمان خاتون نے دعویٰ دائر کیا کہ اس کا خاوند قادیانی مسلک اختیار کرنے ...مرتد ہو گیا ہے۔ لہٰذا اس شخص سے مدعیہ کا نکاح فسخ قرار دیا جائے۔ یہ مقدمہ قریب نو سال تک زیر سماعت رہا اور آخرالامر محمد ...صاحب (مرحوم) ڈسٹرکٹ جج بہاولنگر نے 7 فروری 1935ء کو اس کا فیصلہ سنا دیا۔ یہ فیصلہ علامہ پرویزؒ کے ایک مضمون "میکانکی ..." میں "تمنا" بیان کردہ نبی کی تعریف کی بنیاد پر سنایا گیا تھا۔ جس کا ذکر فاضل جج نے اپنے فیصلہ میں بالوضاحت کیا تھا۔ اس طرح ...ں کو پہلی بار کافر قرار دینے کی علمی بنیاد علامہ پرویزؒ کی فراہم کردہ تھی۔ 1949ء میں آپ کی کتاب "معراج انسانیت" شائع ہوئی ...کا آخری باب ختم نبوت پر مشتمل تھا جو بعد میں "ختم نبوت اور تحریک احمدیت" کے نام سے 1974ء میں شائع ہوئی۔

...قبالؒ کے خاکہ کے مطابق جناب پرویزؒ نے سلسلہ "معارف القرآن" کی ابتدا 1928ء میں کی۔ پہلی جلد کا عنوان تھا۔ ... "من و یزداں" کے نام سے شائع ہوئی۔ پھر "ابلیس و آدم" تحریر کی۔ جس میں آدم' ابلیس' ملائکہ' جن'

شیطان، وحی، رسالت وغیرہ عنوانات پر قرآنی تصریحات پیش کی گئیں۔ معارف القرآن کی تیسری جلد "جوئے نور"۔ چوتھی جلد "برق طور" اور پانچویں جلد "شعلہ مستور" حضرت نوحؑ سے حضرت عیسیٰؑ تک انبیاء کرامؑ کے حالات زندگی کو محیط ہیں۔ پھر نبی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ۔ بعنوان "معراج انسانیت" شائع کی۔ وحی کی ضرورت اور اہمیت اجاگر کرنے کے لئے ڈھائی ہزار سال کی فکری کاوشوں کا نچوڑ۔ "انسان نے کیا سوچا"۔ کے عنوان سے ایک کتاب میں پیش کیا۔ جس کو پڑھنے سے یہ حقیقت ابھر اور نکھر کر سامنے آجاتی ہے کہ عقل انسانی۔ انسانی مسائل کو حل کرنے میں کس طرح ناکام رہی ہے اور پھر یہ بتانے کے لئے کہ وحی کی رو سے انسانی مسائل کا حل کیا ہے۔ آپؒ نے ایک کتاب بعنوان "اسلام کیا ہے؟" شائع کی۔ معاشی مسئلہ ہمارے دور کا اہم ترین مسئلہ شمار ہوتا ہے۔ اس مسئلہ کے قرآنی حل کو پیش کرنے کے لئے آپ نے متعدد تقاریر کیں اور مضامین شائع کئے جن میں سے کچھ "خدا اور سرمایہ دار" نامی کتاب کی شکل میں شائع ہوئے۔ اس کے علاوہ ایک مبسوط تصنیف "نظام ربوبیت" شائع کی۔

تقدیر کا مسئلہ صدیوں سے الجھا چلا آرہا ہے۔ اس مسئلہ کو قرآن کی روشنی میں حل کرنے کے لئے آپؒ نے
• "کتاب التقدیر" تحریر کی۔ آخرت کے متعلق قرآنی توضیحات کو ایک کتاب بعنوان "جہان فردا" میں شائع کیا اور اس طرح قریب چالیس سال کی محنت شاقہ سے سلسلہ معارف القرآن کو تکمیل تک پہنچایا۔

علامہ احمد امین مصری (مرحوم) نے اپنی کتاب فجر الاسلام میں بڑی تفصیل کے ساتھ بتایا ہے کہ دیگر قوموں کے تصورات کس طرح رفتہ رفتہ مسلمانوں پر اثر انداز ہوتے گئے اور یوں قرآن کے تصورات کی جگہ غیر قوموں کے تصورات نے لے لی۔ چنانچہ آج جسے مذہب اسلام کہا جاتا ہے۔ یہ مجموعہ ہے مختلف قوموں سے مستعار تصورات کا جن پر لیبل قرآنی اصطلاحات کا لگا دیا گیا ہے۔ ان تصورات سے اور تو اور عربی زبان بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکی۔ چنانچہ ضرورت اس امر کی تھی کہ قرآن حکیم کے الفاظ کا کوئی ایسا لغت مرتب کیا جائے جس میں نہ صرف الفاظ کے وہ معنی دیئے جائیں جو زمانہ نزول قرآن میں رائج تھے۔ بلکہ ان الفاظ کے پس منظر میں قرآنی تصورات کی بھی وضاحت کی جائے۔۔۔ یہ کام ایک آدمی کے کرنے کا نہ تھا، لیکن اگر انسانوں کی ایسی جماعت موجود نہ ہو تو؟ جناب پرویز ہمت ہارنے والے نہ تھے چنانچہ آپ نے چار جلدوں میں ایک ایسا لغت تیار کر دیا جس کی تیاری میں اپنی قرآنی بصیرت کے علاوہ قریب پچاس عربی لغت حوالے کے لئے استعمال کئے۔

اس ضمن میں ایک دلچسپ واقعہ جناب پرویزؒ کے الفاظ میں ملاحظہ فرمایئے:

"اس لغت کے شائع ہونے کے بعد ایک دن ایک عراقی عالم مجھ سے ملنے کے لئے آئے۔ حکومت پاکستان کے رابطہ عوامی کے ایک آفیسر بھی ان کے ہمراہ تھے۔ اس نے کہا کہ عراقی علماء کی ایک تنظیم قرآن مجید کا لغت مرتب کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اس کے لئے انہوں نے چاہا ہے کہ جہاں جہاں قرآن کا لغت مدون کرنے کا کام ہوا، یا ہو رہا ہو، ان حضرات سے مل کر اس سلسلہ میں ضروری معلومات حاصل کی جائیں۔ انہوں نے کہا کہ وہ اس سلسلہ میں مجھ سے ملنے آئے ہیں اور یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ وہ تنظیم کون سی ہے جس کے زیر انتظام تمہارے لغت کی تدوین کا کام شروع کیا گیا۔ وہ جماعت کن علماء پر مشتمل تھی، جس نے اس لغت کو مرتب کیا۔ اس کی تکمیل میں کتنا عرصہ لگا۔ اس پر کس قدر خرچ اٹھا۔ اس کی اشاعت کا انتظام کس نے کیا؟ وغیرہ وغیرہ۔ میں نے ان سے کہا کہ اس کے لئے نہ کوئی تنظیم تھی، نہ جماعت۔ نہ کوئی مالی ذریعے تھے نہ مادی اسباب۔ یہ سب کچھ میں نے تنہا کیا ہے اور اس کے ساتھ یہ تمام کتابیں بھی تصنیف اور شائع کی ہیں جو آپ کو ان الماریوں میں نظر آرہی ہیں۔ وہ صاحب خندہ زیر لبی سے یہ سب کچھ سنتے رہے۔ میں کسی کام کے لئے گھر کے اندر گیا۔ باہر آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ ایکا ایکی اٹھ کھڑے ہوئے اور نہایت طنزیہ انداز سے علیک سلیک کرتے ہوئے واپس جا رہے ہیں۔ ان کا یہ انداز اور اقدام ایسا ناقابل فہم تھا کہ ان سے اس کی وجہ دریافت کرنے کو جی ہی نہ چاہا۔ کچھ دنوں بعد، رابطہ عوامی کے اس افسر سے جو ان کے ساتھ آئے تھے سر راہ میری ملاقات ہوئی، تو میں نے ان سے پوچھا کہ اس دن کیا بات ہوئی تھی؟ انہوں نے کہا کہ آپ اندر گئے ہیں تو ان صاحب نے کہا یہ شخص بالکل غلط بیانی سے کام لے رہا ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ ایک شخص تنہا اتنا کام کرلے، سو جب یہ اصلی بات بتانا نہیں چاہتا تو اس سے کچھ پوچھنا بیکار ہے۔ میں یہ سن کر مسکرایا اور ان سے کہا کہ خیر گذری میں نے انہیں یہ نہیں بتایا تھا کہ اس دوران میں نے تیس سال سرکاری ملازمت بھی کی ہے

...س نے اسے بتا دیا تھا)" (طلوع اسلام دسمبر 1978ء صفحہ 49)

سلسلہ معارف القرآن اور لغات القرآن کے علاوہ جناب پرویزؒ نے "مفہوم القرآن" تین جلدوں میں مرتب کیا۔ قریب ڈھائی ہزار عنوانات کے تحت قرآنی مضامین کو مرتب کر کے "تبویب القرآن" شائع کی اور "مطالب الفرقان" کے نام سے تفسیر مرتب کر رہے تھے جس کی سات جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔

سلیم کے نام خطوط (تین جلدوں میں) اور "طاہرہ کے نام خطوط" قرآنی تعلیمات پر مشتمل ادب پارے ہیں۔ کم تعلیم یافتہ لوگوں کے لئے اسلامی معاشرت اور پھر قرآن کے بیان کردہ قوانین۔ بعنوان "قرآنی قوانین" اور انگریزی زبان میں کتاب۔۔۔ (Islam A Challenge To Religion) اس پر مستزاد ہیں۔ غرض کس کس کاوش کا ذکر کیا جائے۔

ان علمی کارناموں کو سرانجام دینے کے علاوہ آپ نے تحریک پاکستان میں بھی بھرپور حصہ لیا۔ قائداعظمؒ کے ارشاد کے مطابق دہلی سے ماہنامہ طلوع اسلام جاری کیا جو اپنے پہلے دور میں اپریل 1938ء سے مئی 1942ء تک باقاعدگی سے شائع ہوتا رہا اور اس کے ذریعے آپ نے تحریک پاکستان کے مخالف نیشنلسٹ علماء کے مقابلے میں قلمی جہاد کیا۔ اس دور میں یہ واحد جریدہ تھا جس نے تحریک پاکستان کے دینی پہلو کو اجاگر کیا اور بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ تحریک پاکستان کی صحیح اور مکمل تاریخ طلوع اسلام کے اس دور کے فائل کے بغیر مرتب نہیں کی جا سکتی۔

قائداعظمؒ پروٹوکول کے بڑی سختی سے پابند تھے۔ انہیں کوئی شخص پیشگی وقت لئے بغیر نہیں مل سکتا تھا لیکن یہ شرف جناب پرویزؒ کو حاصل تھا کہ آپؒ کسی بھی وقت قائداعظمؒ سے ملاقات کر سکتے تھے۔ باوجود اتنے قریب ہونے کے جناب پرویزؒ نے کبھی اس بات کو فخریہ بیان نہیں کیا اور نہ ہی پاکستان بن جانے پر کوئی مراعات حاصل کیں۔

پاکستان بن جانے کے بعد جنوری 1948ء میں آپؒ نے دوبارہ طلوع اسلام شائع کرنا شروع کیا۔ جو باقاعدگی سے تاحال جاری ہے۔ پاکستان بن جانے کے بعد پاکستان کے دشمن عناصر بھی یہاں ہجوم کر کے آگئے اور یہاں آکر پر پرزے نکالنے لگے۔ اب ان کے پیش نظر مقصد یہ تھا کہ ان کی مخالفت کے علی الرغم اگر پاکستان بن ہی گیا ہے۔ تو اس میں وہ نظام نہ رائج ہونے دیا جائے جس کے لئے اسے حاصل کیا گیا تھا۔ وہ اسلام کی آڑ میں یہاں تھیاکریسی رائج کرنے کی کوششیں کرنے لگے۔ اب دوبارہ جناب پرویزؒ کو ان کے خلاف قلمی جہاد کرنا پڑا۔ قرارداد مقاصد اور علماء کے بائیس نکات اسی سلسلہ کی کڑیاں ہیں جن پر جناب پرویزؒ نے تفصیلی تنقید کی۔ آپؒ نے تفصیلاً بتایا کہ جسے علماء سنت کہتے ہیں وہ نہ تو متفق علیہ ہے کہ اس کی رو سے کوئی متفق علیہ قانون مرتب کیا جا سکے۔ علماء کا سنت پر اس قدر زور دینا محض اس لئے ہے کہ یہاں قرآنی نظام رائج نہ کیا جا سکے۔ مخالفین سے آپؒ کے پرزور دلائل کا جواب تو بن نہ پڑا۔ انہوں نے آپؒ کے خلاف فتویٰ کفر دے دیا۔ جس پر ایک ہزار علماء کے دستخط ثبت تھے۔

ضخیم تصانیف کی لمبی فہرست' ماہنامہ طلوع اسلام کے ہزارہا صفحات' ہفتہ وار درس اور تقاریر کے آڈیو/ریڈیو ٹیپس (Tapes) کا ذخیرہ' تحریک پاکستان میں باوجود سرکاری ملازم ہونے کے سرگرم شمولیت' قائداعظمؒ سے قرب حاصل ہونے کے باوجود مراعات حاصل کرنے سے انکار۔ اپنے خلاف کفر کے فتوؤں سے بے پروا ہو کر اپنے مشن میں مگن۔ اپنی ہزار سالہ تاریخ کھنگال ڈالئے۔ ہے کوئی ایک بھی ایسا شخص جس نے تن تنہا اتنا زیادہ اور اتنا ٹھوس کام کیا ہو؟

15 اکتوبر 1985ء کو آپ نے آخری بار درس قرآن دیا اور اس کے بعد مسلسل بستر علالت پر رہے۔ اور 24 فروری 1985ء کو شام چھ بجے آپؒ اس دار فانی سے انتقال فرما گئے۔

کل من علیها فان ○ و یبقی وجه ربک ذوالجلال والاکرام ○ (55:26-27)۔

اللہ تعالیٰ جناب علامہ پرویزؒ کو اپنے سحاب کرم سے نوازے (آمین) کون جانے اس پائے کی شخصیت پھر کب پیدا ہوتی ہے۔ کیونکہ۔

عمر ہا در کعبہ و بت خانہ می نالد حیات
تا ز بزم عشق یک دانائے راز آید بروں

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(ادارہ)

سائنس اور ایمان بالغیب

سب سے پہلے اسے سمجھ لینا چاہئے کہ قرآن کریم کی رو سے "ایمان" کسی صداقت کو بلا سوچے سمجھے آنکھیں بند کر کے مان لینے کا نام نہیں۔ اس کے نزدیک، کسی دعویٰ کو علم و عقل کی رو سے پرکھ کر، قلب و دماغ کے پورے اطمینان کے ساتھ، علیٰ وجہ البصیرت صحیح تسلیم کرنے کو ایمان کہتے ہیں۔ چنانچہ وہ مومنین کی خصوصیت یہ بتاتا ہے کہ۔

الذین اذا ذکروا بایات ربھم لم یخروا علیھا صما و عمیانا۔ (25:73)

"یہ وہ لوگ ہیں کہ جب ان کے سامنے (اور تو اور) آیات خداوندی بھی پیش کی جاتی ہیں تو ان پر بھی اندھے اور بہرے بن کر نہیں گر پڑتے (انہیں عقل و فکر کی رو سے قبول کرتے ہیں)"

وہ ارباب علم و عقل اور اہل ایمان کو مرادف المحض قرار دیتا ہے۔ جب کہتا ہے کہ **فاتقوا اللہ یا اولی الالباب الذین امنوا** (65:10)- اے ارباب عقل و فکر، یعنی اے ایمان والو ! تم خدا کا تقویٰ اختیار کرو۔ فوق الفطرت حقیقتوں میں، سب سے سرفہرست اللہ کی ہستی ہے۔ اس کے متعلق رسولؐ اللہ سے کہا گیا کہ اعلان کر دو کہ **ادعوا الی اللہ علیٰ بصیرۃ انا ومن اتبعنی۔** (12:108)- میں جو خدا کی طرف دعوت دیتا ہوں تو علیٰ وجہ البصیرت دعوت دیتا ہوں۔ میں بھی ایسا کرتا ہوں اور میرے متبعین بھی ایسا ہی کریں گے۔ اب ظاہر ہے کہ جو دعوت علیٰ وجہ البصیرت دی جائے گی [illegible]

جائے گی۔

فوق الفطرت (غیر مرئی) حقیقتوں میں دوسر[illegible] الممات کا ہے، جسے آخرت سے تعبیر کیا جاتا [illegible] میں قرآن کریم میں ہے کہ **کذالک یبین اللہ [illegible] لعلکم تتفکرون۔ فی الدنیا والاخرۃ** [illegible] طرح خدا تمہارے سامنے واضح "علامات" [illegible] اور آخرت میں غور و فکر کر سکو۔ (محسوس علا[illegible] حقیقتوں تک کیسے پہنچا جاتا ہے، اس کے متعلق [illegible] چل کر عرض کریں گے۔ سردست آپ یہ دیکھئے [illegible] نے دنیائے محسوسات کے متعلق ہی نہیں بلکہ [illegible] "آخرت" کے متعلق بھی غور و فکر سے کام [illegible] ہے۔ لہٰذا، قرآن کی رو سے، آخرت پر ایما[illegible] عقیدت کی بنا پر نہیں لایا جاتا، اس صداقت کو [illegible] بعد تسلیم کیا جاتا ہے۔

ان تصریحات سے واضح ہے کہ قرآن [illegible] ایمان، کسی حقیقت کو بلا سوچے سمجھے، اور [illegible] لینے کا نام نہیں۔ یہ، علم و بصیرت کی [illegible] یقین محکم کا نام ہے۔ ایمان کا ترجمہ [illegible] (Conviction) کا [illegible] اس کے مفہوم [illegible] ہماری بنیادی [illegible] کہ ہم قرآنی [illegible] انگریزی کے ان [illegible] [illegible]

(Religion) قرار دے رکھا ہے۔ حالانکہ اسلام (Religion) نہیں' دین ہے اور دین کے لئے انگریزی زبان میں کوئی لفظ نہیں۔

"ایمان بالغیب" میں دوسرا لفظ غیب ہے جس کا ترجمہ (Un-Seen) کیا جاتا ہے۔ قرآن کریم نے یہ لفظ (غیب)' شہادۃ کے مقابلہ میں استعمال کیا ہے۔ اس لئے غیب' نامشہود کو کہیں گے۔۔ لیکن نامشہود کی دو شقیں ہیں۔ ایک تو وہ نامشہود حقیقتیں ہیں جو کبھی مشہود ہو کر سامنے نہیں آسکتیں۔ جیسے ذات خداوندی۔ لیکن مشہود کی دوسری قسم ایسی حقیقتیں ہیں جو اگر آج غیر مشہود ہیں تو ہو سکتا ہے کہ کل کو' جب انسان کا علم اور آگے بڑھے' وہ مشہود ہو جائیں۔ مثلاً قرآن کریم' اقوام گذشتہ اور انبیاءؑ سابقہ کے بعض حالات بیان کرنے کے بعد کہتا ہے کہ **ذالک من انباء الغیب نوحیه الیک** (3:43)۔ یہ وہ "غیب" کی خبریں ہیں جنہیں ہم نے تیری طرف وحی کیا ہے۔ نزول قرآن کے زمانے میں' تاریخ نے ہنوز ان واقعات پر پڑے ہوئے پردے نہیں اٹھائے تھے۔ اس لئے ان کا تعلق "غیب" سے تھا۔ ہو سکتا ہے کہ جب تاریخی انکشافات مزید ترقی کریں تو یہ واقعات تاریخ کے مشہود حقائق بن کر سامنے آجائیں۔ اس زمرہ میں فطرت کی وہ قوتیں بھی آجاتی ہیں جو ایک وقت میں نامشہود ہوتی ہیں لیکن جب علم انسانی آگے بڑھتا ہے تو وہ مشہود ہو جاتی ہیں۔ نامشہود کے مشہود ہونے کا یہی وہ طریق ہے جس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے قرآن کریم نے کہا ہے کہ

سنریهم ایاتنا فی الافاق وفی انفسهم حتی یتبین لهم انه الحق۔ (41:53)

"ہم انہیں انفس و آفاق میں اپنی نشانیاں دکھاتے جائیں گے تاآنکہ یہ حقیقت واضح ہو جائے کہ قرآن کا ہر دعویٰ صداقت پر مبنی ہے۔"

"غیب" کی ایک اور قسم بھی ہے جس کا سمجھ لینا نہایت ضروری ہے۔ طبیب آپ کو ایک نسخہ لکھ کر دیتا ہے جس کا تیار کرنا بڑا دقت طلب ہے۔ اس کے ساتھ ہی وہ ایسے پرہیز تجویز کرتا ہے جن سے آپ کو اپنے آپ پر بڑی کڑی پابندیاں عائد کرنی پڑتی ہیں۔ آپ یقینی طور پر نہیں کہہ سکتے کہ اس نسخہ کے استعمال اور طبیب کی ہدایات پر عمل کرنے سے آپ کو شفا ہو جائے گی۔ لیکن اگر آپ کو طبیب کی صداقت پر ایمان ہے' تو آپ ان تمام مشقتوں کو برداشت کرنے کے لئے تیار ہو جائیں گے۔ اس کے بعد' نتائج بتا دیں گے کہ حکیم صاحب نے جو کچھ کہا تھا' بالکل ٹھیک تھا۔ لہٰذا' کسی فارمولا' کسی قانون' کسی ہدایت کے ان دیکھے نتائج پر یقین کرنے کا نام بھی ایمان بالغیب ہے۔ یہ غیب' نتائج سے مشہود بن جاتا ہے۔ دنیائے انکشافات کی ساری عمارت اسی ایمان بالغیب پر استوار ہوتی ہے۔

اب آیئے سائنس کی طرف۔ یہ کہنا بھی درست نہیں کہ
(1) سائنس میں ایمان کو کوئی دخل نہیں۔ اور
(2) سائنس کا تعلق صرف محسوسات (عالم مشہود) سے ہے۔

علوم سائنس کی ساری بنیاد ان اساسی قوانین پر استوار ہوتی ہے جنہیں (Axioms) کہا جاتا ہے۔ ان قوانین کے متعلق کوئی یہ نہیں بتا سکتا کہ یہ کیوں ایسے ہیں' کائنات میں کیسے موجود ہیں اور کہاں سے آ گئے ہیں۔ ان کے متعلق یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ یہ موجود ہیں اور ایسے ہیں۔ انسان کو ان کا علم کیسے ہوا' اس کے متعلق مختلف نظریئے ہیں۔ ایک نظریہ کی رو سے یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ یہ قوانین خود انسان کی فطرت کے اندر موجود ہیں۔ دوسرے نظریہ کی رو سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ انسان نے تجربات کے بعد انہیں دریافت کیا ہے۔ یہ دریافت کیسے بھی ہوئے ہوں' یہ حقیقت ہے کہ ان کے ایسا ہونے کے متعلق کوئی دلیل یا توجیہہ پیش نہیں کی جا سکتی۔ بس یہ ایسے ہیں اور انہیں ایسا تسلیم کرنا ہو گا۔ ان قوانین پر ایمان لائے بغیر' سائنٹسٹ ایک قدم نہیں اٹھا سکتا۔

قانون کا سرچشمہ عالم نامشہود ہوتا ہے اور اس کے نتائج محسوسات کے پیکروں میں سامنے آتے ہیں اس لئے قانون پر

ایمان' نامحسوسات پر ایمان لاتا ہے۔ اور اب تو سائنس ہمیں یہ بھی بتاتی ہے کہ جن چیزوں کو ہم محسوس شکل میں اپنے سامنے دیکھتے ہیں ان کی اصل و بنیاد غیر مرئی اور غیر محسوس دنیا سے تعلق رکھتی ہے۔ اب مادہ (Matter) سمٹ کر توانائی محض (Pure Energy) بن کر رہ گیا ہے جو یکسر نامحسوس ہے سر آرتھر ایڈنگٹن ہمارے دور کا ایک عظیم عالم طبیعات گزرا ہے۔ وہ اپنی کتاب (Science And The Un-Seen World) میں اس باب میں لکھتا ہے۔

"میں نے ابھی ابھی عرض کیا تھا کہ سائنس کو اب اس امر پر اصرار نہیں رہا کہ حقیقت عبارت ہے محسوسیت سے۔ یوں بھی جہاں تک اس کے لغوی معنوں کا تعلق ہے' مادیت کا عرصہ ہوا خاتمہ ہو چکا..... اب دنیائے سائنس کا رجحان اس طرف نہیں کہ ہر شے کو مادہ ہی کی ایک شکل قرار دیا جائے۔ مادہ کا رتبہ جہان طبیعات سے بہت نیچے گر گیا ہے۔ اس کا رجحان یہ ہے کہ ہر شے کو قانون فطرت کے عمل در آمد ہی کی ایک شکل ٹھیرائے اور قانون فطرت سے مراد کچھ ایسے قوانین ہیں جیسے ہندسہ' میکانیت اور طبیعات میں رائج ہیں..... قانون سائنس کی یہی ہمہ گیر سیادت ہے جس کو آج کل مادیت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔" (ص 31-32)

لہٰذا' سائنس کے متعلق یہ کہنا کہ اس کا تعلق عالم محسوسات سے ہے' ایک فرسودہ خیال ہے۔ سائنس' درحقیقت حصول علم یا ادراک حقیقت کے ایک خاص طریق کا نام ہے۔ اس طریق کی عمارت ان بنیادوں پر رکھی ہے کہ

(1) یہ سارا سلسلہ کائنات' غیر متبدل قوانین کی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے۔

(2) محسوس اشیاء کے مطالعہ اور مشاہدہ سے ان قوانین کی صداقت کا علم حاصل ہو جاتا ہے۔ اور

(3) جب اور جہاں ان قوانین پر عمل کیا جائے گا' وہی نتیجہ مرتب ہو گا۔

سائنس کی یہ بنیادیں خود قرآن کی مہیا کردہ ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ

وسخر لکم ما فی السموات وما فی الارض جمیعا منه (45:13)-

"کائنات کی پستیوں اور بلندیوں میں جو کچھ ہے' اسے ہم نے تمہارے لئے قانون کی زنجیروں میں جکڑ رکھا ہے۔

اب رہا ان قوانین کو دریافت کرنے کا طریقہ' تو اس کے لئے قرآن نے "علم" کو لاینفک قرار دیا ہے۔ علم کی (Definition) اس کے نزدیک کیا ہے۔ یہ بڑے غور سے دیکھنے کی چیز ہے۔ وہ کہتا ہے کہ

لا تقف ما لیس لک به علم ان السمع و البصر و الفواد کل اولئک کان عنه مسؤلا (17:36)

"جس بات کا تمہیں علم نہ ہو' اس کے پیچھے مت لگ رہو۔ تمہاری سماعت' بصارت' اور قلب' ہر ایک سے اس کی بابت پوچھا جائے گا۔"

آپ سوچئے کہ کیا "علم" کی یہ (Definition) بعینہٖ وہی نہیں جسے سائنس پیش کرتی ہے۔ سماعت و بصارت سے مراد ہیں انسانی حواس (Senses)۔ ہمارے حواس' اشیائے کائنات کے متعلق معلومات (Data) فراہم کرتے ہیں' اور انسانی قلب (Mind) ان معلومات سے نتائج اخذ کرتا ہے۔ اس کو سائنٹیفک طریق حصول علم کہا جاتا ہے۔ باقی رہا اس بات کا ٹسٹ کہ جس نتیجہ پر انسان پہنچا ہے وہ صحیح ہے یا غلط' تو قرآن نے اس کے لئے (Pragmatic Test) تجویز کیا ہے۔ یعنی تم اس پر عمل کرو۔ نتائج خود بخود اس کی صحت و سقم کا ثبوت بہم پہنچا دیں گے۔ چنانچہ قرآن کریم میں رسول اللہ ﷺ سے کہا گیا کہ دین کا پروگرام پیش کر دینے کے بعد' آپ اپنے مخالفین سے کہہ دیجئے کہ اگر تم اس کی صداقت پر اس طرح یقین نہیں کرتے تو اس کا دوسرا طریق یہ ہے کہ

یقوم اعملوا علی مکانتکم انی عامل فسوف تعلمون من تکون له عاقبة الدار (6:136)

"اے میری قوم! تم اپنے پروگرام کے مطابق کام کئے جاؤ۔ میں

یہ ...م کے مطابق کام کرتا ہوں۔ نتائج خود بخود بتا دیں گے۔ ... تجربہ کس کا اچھا ہوتا ہے۔"

آپ دیکھئے کہ کیا حصول علم کا یہ طریق' اور اس کی صحت کے پرکھنے کا یہ معیار' بعینہ وہی نہیں جسے آج سائنٹفک طریق استشہادات کہا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن "علماء" کہتا ہی انہیں ہے جنہیں آج کی اصطلاح میں (Scientists) سائنس دان کہا جاتا ہے۔ سورہ فاطر میں ہے۔

"کیا تو نے اس پر غور نہیں کیا کہ خدا بادلوں سے بارش برساتا ہے تو اس سے انواع و اقسام کے پھل اور فصلیں اگتی ہیں۔ پھر پہاڑوں پر غور کرو کہ ان کی چٹانوں پر کس طرح رنگا رنگ کے خطے ہوتے ہیں۔ کوئی سفید' کوئی سرخ' کوئی کالا بھجنگ۔ اور اسی طرح انسانوں' مویشیوں اور دیگر جاندار مخلوق کی بھی کتنی ہی قسمیں ہیں۔ (یہ حقائق تو سب کے سامنے ہوتے ہیں لیکن) ان کی عظمت کے سامنے وہی لوگ جھکتے ہیں جو' ان پر علم و بصیرت سے غور و خوض کرتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہیں "علماء" کہلانے کا حق حاصل ہے۔" (35:27-28)۔

فطرت کے ان محسوس حقائق و شواہد کو قرآن نے "آیات" کہہ کر پکارا ہے اور اس میں ایک عظیم نکتہ پوشیدہ ہے۔ ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ غیر مرئی اور غیر مشہود حقیقتیں' محسوس طور پر ہمارے سامنے نہیں آسکتیں۔ ان کے ادراک کا ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہ کہ محسوس مظاہر (علامات) پر غور و فکر سے انسان غیر مرئی حقائق کے متعلق علم حاصل کرے۔ آپ رات کے وقت کسی صحرا میں کھڑے ہوں جہاں آبادی کا نام و نشان تک نہ ہو۔ آپ کو دور کہیں آگ نظر آئے۔ اس سے آپ اندازہ لگالیں گے کہ وہاں کوئی انسان ہے۔ آگ اور انسان میں بظاہر کوئی تعلق نہیں۔ لیکن آگ علامت بنتی ہے اس امر کی کہ وہاں انسان ہے۔ اسی کو آیت کہتے ہیں۔ فطرت کے محسوس مظاہر' آیات بنتے ہیں فوق الفطرت نامشہود حقیقتوں کی۔ اسی سے ذہن انسانی کا رخ عالم مشہود سے عالم غیب کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔

اب ایک قدم آگے بڑھئے۔ قرآن کہتا ہے کہ جس طرح طبیعی دنیا کے متعلق خدا کے مقرر کردہ اٹل قوانین ہیں' اسی طرح خود انسانی دنیا کے متعلق بھی غیر متبدل قوانین ہیں۔ جس طرح طبیعی دنیا کے قوانین کی پابندی سے تعمیری نتائج مرتب ہوتے ہیں' اور ان کی خلاف ورزی سے تخریب ہوتی ہے' اسی طرح انسانی دنیا سے متعلق قوانین کے مطابق نظام معاشرہ متشکل کرنے سے انسانیت آگے بڑھتی ہے اور ان کی خلاف ورزی سے اس کا ارتقاء رک جاتا ہے جس کا نتیجہ فساد ہوتا ہے۔ قوانین فطرت کی طرح' انسانی زندگی سے متعلق قوانین بھی' انسانوں کے خود ساختہ نہیں' خدا ہی کے متعین فرمودہ ہیں۔ چونکہ مشاہدہ' مطالعہ' اور تجربہ کی رو سے قوانین کے انکشاف میں بڑا لمبا عرصہ درکار ہوتا ہے' اس لئے انسانی مشقت کو کم کرنے کے لئے' انسانی زندگی سے متعلق قوانین بذریعہ وحی عطا کر دیئے گئے۔ قوانین فطرت اور انسانی زندگی سے متعلق قوانین میں یہ فرق' صرف ان کے طریق تعلیم میں ہے۔ اس کے بعد دونوں کے سمجھنے اور پرکھنے کا طریقہ ایک ہی ہے۔ یعنی دونوں کو غور و فکر اور علم و بصیرت کی رو سے سمجھا جاتا اور عملی نتائج کے ذریعے پرکھا جاتا ہے۔ مغرب کی غلط نگہی یہ تھی (اور ہے) کہ اس نے قوانین فطرت کی اہمیت پر تو اس قدر زور دیا لیکن انسانی زندگی کے متعلق قوانین کو یکسر نظرانداز کر دیا' اور معاشرہ کو اپنے خود ساختہ قوانین کے مطابق متشکل کرنا شروع کر دیا جس کا نتیجہ وہ جہنم ہے جس میں دنیا اس وقت مبتلائے عذاب ہے۔ قرآن نے قوانین فطرت اور انسانی زندگی سے متعلق قوانین دونوں' کی اہمیت پر زور دیا۔ ان کے اس امتزاج کا نام الدین ہے۔ ہم الدین کی (Definition) ان الفاظ میں کر سکتے ہیں۔ کہ

"فطرت کی قوتوں کو مسخر کر کے انہیں مستقل اقدار خداوندی کے مطابق صرف کرنے کا نام الدین ہے۔"

اس سے ظاہر ہے کہ قوانین فطرت (علوم سائنس) اور مستقل اقدار (وحی) کو الگ الگ کیا ہی نہیں جا سکتا۔ اگر ان

میں ثنویت (Duality) پیدا کر دی جائے تو اس کا جو نتیجہ مرتب ہو گا اسے قرآن کے الفاظ میں سنئے۔ سورہ بقرہ میں ہے۔ "کیا تم الکتاب (ضابطہ قوانین) کے ایک حصہ پر ایمان لانا اور اس کے دوسرے حصہ سے انکار کرنا چاہتے ہو؟ یاد رکھو! تم میں سے جو بھی ایسا کرے گا' اس کا نتیجہ اس کے سوا کچھ نہیں ہو گا کہ وہ دنیاوی زندگی میں ذلیل ہو گا اور اخروی زندگی میں شدید ترین تباہی میں مبتلا۔" (2:85)۔

سیکولر تصور حیات میں قوانین فطرت پر ایمان لایا جاتا ہے۔ اور مستقل اقدار سے کفر برتا جاتا ہے۔ اس کا نتیجہ ظاہر ہے۔

"مذہب" میں قوانین فطرت سے کفر برتا جاتا ہے اور (بزعم خویش) وحی خداوندی پر ایمان لایا جاتا ہے۔ اس کا نتیجہ بھی ظاہر ہے۔

اور دین میں قوانین فطرت اور مستقل اقدار خداوندی دونوں پر ایمان لایا جاتا ہے۔ اس کا نتیجہ کیا ہوتا ہے' اس کے لئے تاریخ کے اوراق کو چودہ سو سال پیچھے پلٹانا ہو گا۔

مغرب نے مستقل اقدار خداوندی کو فراموش کر رکھا ہے اور مسلمان صدیوں سے "مذہب" کا پیرو بن چکا ہے۔ دین نہ وہاں ہے نہ یہاں۔ (یہ قرآن کی دفتین میں محفوظ ہے) جب تک انسان' دین پر عمل نہیں کرتا' انسانیت تباہیوں سے نہیں بچ سکتی۔ یہی وہ حقیقت ہے' جس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اقبال نے کہا تھا۔ کہ ۔

مغرب ز تو بیگانہ -- مشرق ہمہ افسانہ
وقت است کہ در عالم نقش دگر انگیزی

● ●

مرض اور شفاء قانون خداوندی کے مطابق ہوتی ہے (القرآن' ۸۰/۲۶)

ڈاکٹر حامد حسین ہومیو فزیشن

ڈی۔ ایچ۔ ایم۔ ایس۔ آر۔ ایچ۔ ایم۔ پی ملتان' ایم۔ بی۔ سری لنکا

میڈیکل آفیسر اٹامک انرجی کمیشن' ڈیرہ غازی خان

ہر بیماری کا علاج قدرتی میڈیسن سے کیا جاتا ہے۔

خالد ہومیو سٹور بلاک سی' ڈیرہ غازی خان' فون و فیکس 06414-62187

لائف ممبر شپ سکیم ختم

ادارہ طلوع اسلام کی مجلس عاملہ کے فیصلہ کے مطابق مجلّہ طلوع اسلام کی لائف ممبر شپ ختم کر دی گئی ہے۔ جو خریدار لائف ممبر بن چکے ہیں ان کو مجلّہ طلوع اسلام تاحیات ملتا رہے گا۔ البتہ نئے لائف ممبر نہیں بنائے جائیں گے۔

(ناظم ادارہ طلوع اسلام)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ڈاکٹر سید عبدالودود

مملکت پاکستان کے دکھوں کا علاج
صرف اور صرف قرآن کریم میں ہے

محترمہ کلثوم نواز اہلیہ سابق وزیراعظم صاحب آج کل بولتی بہت ہیں اور سوچتی کم ہیں حتیٰ کہ ان کی روزمرہ کی باتیں اخبارات کا ایک مستقل کالم بن کر رہ گئی ہیں۔ آپ فرماتی ہیں کہ میں فوج سے محبت کرتی ہوں اور جنرل پرویز سے نفرت کرتی ہوں اور اس فقرہ کو وہ بے شمار مرتبہ دہرا چکی ہیں۔ محبت چہ معنی دارد؟ محترمہ یہ بھی فرما چکی ہیں کہ نواز شریف کی حکومت واپس آگئی تو دو اڑھائی سال میں الیکشن کرا دیں گے۔ اس خوش فہمی کے کیا کہنے؟ نواز شریف تو اب اٹک قلعے کے باسی ہو چکے ہیں۔ کون کہہ سکتا ہے کہ ان کا اٹک قلعے کا قیام کب ختم ہو گا اور کبھی ہو گا بھی کہ نہیں؟ کلثوم نواز اکثر یہ بھی کہتی ہیں کہ میں ایک مذہبی عورت ہوں۔ ان کو کیا معلوم کہ ان کا مذہبی عورت ہونا ہی تو ان کے خاندان کے زوال کا سبب ہے۔ کاش کہ یہ خاندان مذہبی کے بجائے دینی ہوتا تو صورت حال آج کچھ اور ہوتی۔ اس گھرانے پر جب مصیبت آن پڑی تو کلثوم نواز نے منوں عرق گلاب داتا گنج بخش کی قبر پر انڈیل دیا۔ حالانکہ قرآن کریم کا واضح فرمان ہے کہ مردے تمہاری بات نہیں سن سکتے۔ پاکستان کے سیاستدانوں کے زوال کا ایک بڑا سبب یہی ہے کہ ہر مصیبت کے وقت علاج زندہ خدا کے بجائے مردوں سے طلب کرتے ہیں۔

گذشتہ سال میں نے روزنامہ جنگ میں لکھا تھا کہ نواز شریف روزانہ سورہ الماعون (107) کی تلاوت کیا کریں۔ اگر وہ اس سورہ کی تلاوت کچھ عرصہ جاری رکھتے تو ان کی سمجھ میں یہ بات آسکتی تھی کہ وہ کیا غلطی کر رہے ہیں اور پانچ وقت کے نمازی ہونے کے باوجود وہ کون سے گناہ کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ اب سورہ الماعون (107) ملاحظہ فرمایئے۔

اریت الذین یکذب بالدین (1) فذالک الذی یدع الیتیم (2) ولا یحض علٰی طعام المسکین (3) فویل للمصلین(4)

کیا تم نے اس شخص کی حالت پر غور کیا جو زبان سے تو اسلام کا اقرار کرتا ہے لیکن عملاً دین کی تکذیب کرتا ہے۔ یعنی اس کا طرز عمل اس امر کی دلیل ہے کہ اگر دین داری یہی ہے جس کا مظاہرہ اس کے اعمال سے ہوتا ہے تو پھر دین کا ہر دعویٰ جھوٹا ہے (75:32-33), (95:7), (53:33)

(دین کا مقصد یہ تھا کہ معاشرہ میں جو شخص بے یارو مددگار رہ جائے اسے محسوس تک نہ ہونے پائے کہ وہ تنہا اور بے کس ہے اور کسی وجہ سے کسی کی کوئی ضرورت رک جائے تو اسے فوراً پورا کر دیا جائے لیکن) اس دین دار کی حالت یہ ہے کہ جو شخص بے یارو مددگار رہ جائے' یہ اسے دھکے دیتا ہے اور محتاجوں کی مدد نہ خود کرتا ہے نہ دوسروں کو ایسا کرنے کی ترغیب دیتا ہے (69:34, 79:18) کام تو ایسے کرتا ہے لیکن اپنے آپ کو دین دار ظاہر کرنے کے لئے نمازیں بہت پڑھتا ہے۔ اسی قسم کے نمازی ہیں جن کی نمازیں ان کی تباہی کا باعث بن جاتی ہیں۔ اس لئے کہ یہ نمازیں پڑھ کر اپنے آپ کو فریب دے لیتے ہیں (یا دوسروں کو فریب دیتے ہیں) کہ یہ بڑے متقی پرہیز گار ہیں۔

الذین ہم عن صلاتہم ساہون (5) الذین ہم یراء ون

(6) **و یمنعون الماعون** (7)

انہیں اس کا پتہ ہی نہیں کہ صلوٰۃ کا مقصد کیا ہے؟ اس کا مقصد تھا ایک ایسے معاشرے کا قیام جس میں تمام افراد قوانین خداوندی کا اتباع کریں اور عالمگیر انسانیت کو سامان نشوونما بہم پہنچاتا رہے۔ یہ اس کی اس غرض و غایت سے تو غافل رہتے ہیں اور اس کے محسوس ارکان (قیام' رکوع' سجود وغیرہ) کی ادائیگی کے بعد سمجھ لیتے ہیں کہ ہم فریضہ خداوندی سے سبکدوش ہو گئے (9:54)۔

ان کی اس خود فریبی کا نتیجہ ہے کہ یہ ایک طرف نمازیں بھی پڑھتے ہیں اور دوسری طرف رزق کے ان سرچشموں پر' جنہیں بہتے پانی کی طرح ہر ایک کی ضروریات کے لئے کھلا رہنا چاہئے' بند لگا کر ان پر اپنا قبضہ جما لیتے ہیں اور اس طرح ضرورت مندوں کو سامان زیست سے محروم کر دیتے ہیں (یوں یہ تکذیب دین کرتے اور ننگ اسلام بنتے ہیں)۔

اب یہ سوال ابھر کر سامنے آتا ہے کہ گزشتہ 50 سالوں میں دنیا کے اکثر ممالک تگ و دو کرتے رہے اور اپنے مقاصد میں ایک حد تک کامیاب بھی ہوتے رہے لیکن پاکستان کے حالات کیوں مسلسل خراب ہوتے رہے؟ ذوالفقار علی بھٹو اور بے نظیر جیسے قابل لوگ یورپ اور امریکہ کی یونیورسٹیوں سے تعلیم حاصل کر کے آئے اور لمبی مدت تک حکومت پاکستان کی باگ ڈور ان کے ہاتھ میں رہی لیکن آخر میں مملکت پاکستان کی کشتی کو قعرمذلت میں ڈبو کر چلے گئے۔ ایوب خان اور جنرل ضیاء الحق جیسے جابر لوگ برسر اقتدار رہے لیکن ملک کی حالت بد سے بدتر ہوتی چلی گئی۔ اب پھر ملک میں چاروں طرف شور مچ رہا ہے کہ ملک میں انتخابات جلد ہونے چاہئیں۔ یہاں تک کہ چیف ایگزیکٹو پاکستان بھی وعدہ کر رہے ہیں کہ انتخابات جلد کرا دیئے جائیں گے۔ ملک کا ہر سیاست دان انتخابات کا طالب ہے۔ یہی وہ چیز ہے جسے کہتے ہیں کہ خدا نے چھین لی ان اوندھی کھوپڑی والوں کی بدھی۔ کسی کو ہوش نہیں کہ یہ انتخابات ہی تو پاکستانی قوم کی غارت گری کا سبب ہیں۔ جب تک عوام کے اقتدار اعلیٰ People's Sovereignty کے تحت انتخابات ہوتے رہیں گے یہی بدکار' چور اچکے' سرمایہ دار غریب عوام کو پیسے کا لالچ دے کر اپنے غلیظ مقاصد میں کامیاب ہوتے رہیں گے۔ کوئی چیف ایگزیکٹو بھی اس غلاظت کو پاک نہیں کر سکے گا۔

پھر اگلا سوال ابھر کر سامنے آتا ہے کہ آخر اس مرض کا کوئی علاج بھی ہے؟ ہاں یقیناً ہے۔ علاج یہ ہے کہ پاکستان کے امور مملکت میں اللہ کا اقتدار اعلیٰ Allah's Sovereignty کا قیام عمل میں لایا جائے از روئے قرآن' قرآنی نظام مملکت کی بنیاد مرکز ملت کی اطاعت ہے۔ اس کے بغیر قرآنی نظام مملکت کو عملی شکل نہیں دی جا سکتی۔

ان الحکم الا للہ امر الا تعبدوا الا ایاہ ذالک دین القیم ولکن اکثر الناس لا یعلمون (12:40)۔

"حاکمیت اللہ کے سوا کسی کی نہیں۔ اس نے حکم دیا ہے کہ محکومیت اس کے سوا کسی اور کی اختیار نہ کی جائے۔ یہی اصل دین (زندگی کا راستہ) ہے۔ لیکن اکثر لوگ اس سے آگاہ نہیں"۔

پھر کہا گیا۔ **لا یشرک فی حکمہ احدا** (18:26)۔ "اللہ اپنی حکومت میں کسی اور کو شریک نہیں کرتا"۔

انسان کی ذاتی اور اجتماعی رہنمائی کے لئے اور انسانی عقل کو سیدھی سمت پر رکھنے کے لئے اور مزید اس بات کی وضاحت کے لئے کہ اللہ کے قریب کیا قابل قبول ہے اور کیا نہیں اس نے قرآن کی شکل میں ایک مکمل ضابطہ حیات عطا فرمایا ہے تاکہ انسان صحیح زندگی بسر کر سکے جو ہر قسم کی غلامی سے پاک ہو۔

چنانچہ اللہ کی اطاعت کے معنی اللہ کی کتاب کی اطاعت ہے۔ جب مملکت پاکستان کا آئین قرآن ہو گا تو ہر لٹیرے اور بدمعاش کا اسمبلیوں میں داخلہ خود بخود بند ہو جائے گا اور پاکستان کی ڈوبتی ہوئی کشتی ابھر کر کنارے جا لگے گی۔

کیا چیف ایگزیکٹو صاحب توجہ فرمائیں گے؟ کیا نواز شریف اور کلثوم نواز اپنی پرانی اکڑ فوں اور غلط روش کو بھول کر اللہ کی کتاب کی طرف رجوع کریں گے؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ڈاکٹر شبیر احمد، (فلوریڈا) امریکہ

میں کرسچن کیوں نہیں ہوں؟
(3)

دین اجتماعی نظام ہے

کسے نے دیا خاک جنیوا کو یہ پیغام
جمعیت اقوام کہ جمعیت آدم؟

صاحبو! ہم بڑے احترام سے عرض یہ کر رہے تھے کہ انسان کی ہستی کے دو اجزا ہیں۔ اس کا جسم اور اس کا نفس۔ نفس بمعنی ذات، پرسنیلٹی، انا، شخصیت یا خودی (قرآن میں روح خداوندی کا ذکر تو ملتا ہے روح انسان کا ذکر ہماری نظر سے نہیں گذرا)۔

کائنات سے ہم آہنگی:- ہم نے یہ بھی عرض کیا تھا کہ ایک جملے میں اسلام کی تعریف یوں ہو سکتی ہے کہ "اجتماعی نظام حیات خدائی قدروں کے مطابق"۔ یہ تعریف اسلام کے لفظ میں مضمر ہے یعنی خدا کے احکام کے آگے سر تسلیم خم کرنا اور اس طرح انسان اپنی ذات کے ساتھ دوسرے لوگوں کے ساتھ اور کائنات کے ساتھ At Peace باامن پرامن ہو جائے۔

اللہ کی بنائی ہوئی کائنات تمام کی تمام اس کی تجویز کردہ منزل کی طرف اس کے اصولوں کے مطابق بڑھ رہی ہے۔ جب کائنات کی ہر شے خدائی اصولوں کے مطابق رواں دواں ہے تو بالیقین حقیق انسان کو بھی اے ایس ایڈنگٹن کے بقول خدا کے اصولوں کے مطابق چلنا چاہئے۔ ورنہ ٹرین تو چلتی رہے گی اس کی گاڑی چھوٹ جائے گی اور وہ پلیٹ فارم پر بیٹھا رہ جائے گا۔ پیچھے رہ جانے اور رک جانے کو قرآن "جحیم" کہتا ہے۔ بقول اقبالؒ:

بستم اگر می رویم
گر نہ رویم نیستم

(اگر میں آگے بڑھوں تو سمجھئے کہ میں ہوں اگر نہ بڑھوں تو نہیں ہوں۔)

ایک دلچسپ مثال سنئے۔ کچھ عرصہ پہلے تک سائنس کہتی تھی کہ سورج اپنی جگہ ساکن ہے۔ لیکن قرآن میں چودہ سو برس پہلے سے ارشاد موجود تھا **"والشمس تجری لمستقرھا"** کہ سورج اپنے ٹھکانے کی طرف رواں دواں ہے۔

پی ڈی اوسپنسکی جیسا عظیم غیر مسلم مفکر بولا "جو سائنس قرآن کو جھٹلائے وہ باطل ہے"۔ اوسپنسکی ہی کی زندگی میں نئی تحقیق سے آشکارا ہوا کہ سورج 12 میل فی سیکنڈ یعنی 43 ہزار 200 میل فی گھنٹے کی رفتار سے ایک خاص ٹھکانے کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اس ٹھکانے کا نام (Solar Apex) اور "ہرکولیس کا جھرمٹ" رکھ دیا گیا ہے!

اجتماعی نظام اور افراد کی ڈیوٹی:- تو صاحبو! اسلام کا پیغام یہ ہے کہ انسان کی ذات کا ارتقا یا شخصیت کی نشوونما کہہ لیجئے یا خودی کی نمود اس معاشرے میں ہو سکتی ہے جہاں خدائی اقدار نافذ ہوں اور ہم یہ پہلے کہہ چکے ہیں کہ جسم کی پرورش لینے سے یعنی کھانے پینے سے ہوتی ہے لیکن ذات کی تکمیل (تزکیہ) دوسروں کو عطا کرنے سے یا خدمت سے ہوتی ہے۔ اگر اسلامی یا کوئی عبادت انسان کو اس مقصد عظیم کے لئے تیار نہیں کرتی، اسے صاحب کردار نہیں بناتی تو وہ بے سود ہے۔

بقول شیخ سعدیؒ:۔

عبادت بجز خدمت خلق نیست
بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست

(عبادت سوائے خدمت خلق کے اور ہے کیا؟ تسبیح و جاء نماز اور چوغہ پہننے سے عبادت نہیں ہوتی)۔

شیخ سعدی کا ارشاد قرآن کی اس آیت کے عین مطابق ہے۔

"جو انسانوں کو فائدہ پہنچاتا ہے زمین میں قیام تو دراصل اس کا ہے"۔ 13:17-

اور آقائے نامدارؐ کا ارشاد ہے "افضل ترین کام تو بنی نوع انسان کی خدمت ہے"۔

مغربی مفکر:۔ اور صاحبو! ڈورسی' ولیم مور' کار لائل' ٹائن بی اور برنارڈشا جیسے عظیم دانشور کہہ گئے ہیں کہ اسلام واحد نظریہ حیات ہے جو اجتماعی نظام بھی دیتا ہے اور انسانی مسائل کا حل بھی بتاتا ہے۔ دنیا کے کسی اور مذہب میں یہ تعلیم نہیں ملتی اسی لئے وہ سب مذاہب ہیں اور اسلام دین ہے۔ اور سنئے:

○ فرد کی نشوونما اور انسانی ذات کی نمود باقی انسانیت کے ساتھ اجتماعی طور سے ہی ہو سکتی ہے۔ (رابرٹ برفو)

○ دنیا کو ترقی ہی نہیں اپنی بقا کے لئے ایک عالمگیر نظام کی ضرورت ہے جس میں معاشی' معاشرتی اور اخلاقی اقدار یکساں ہوں۔ (ہرٹز)

○ عالمگیر نظام بنی نوع انسان کی اولین ضرورت ہے۔ (ریوز)

○ زندگی کا مقصد انسان کی بلکہ بنی نوع انسان کی اجتماعی تکمیل ہے۔ (پروفیسر وائٹ ہیڈ)

○ اصل ترقی یہ ہے کہ انسان ایسے معاشرے کی تشکیل کرے جو بین الاقوامی ہو اور جس میں ہر انسان اپنی استعداد تک بلند ہو جائے۔ (راشڈیل)

○ اسلام ایسا خوبصورت اجتماعی نظام پیش کرتا ہے جہاں زندگی کو خوش آمدید (Yes To Life) کہا جاتا ہے۔ اللہ کی تعریف ہی یہ ہے کہ وہ اقدار اور اخلاقیات کا سرچشمہ ہے۔ (باردیو)

○ ہمیں ایسے مذہب کی ضرورت ہے جو نیشنلزم کے جذبے پر غالب آسکے اور دنیا کو امت واحدہ بنا دے۔ (مرے)

○ اسلام کی تعلیم کبھی ناکام نہیں ہو سکتی۔ کوئی بھی نظام اس سے آگے نہیں جا سکتا۔ (گوئٹے)

○ ایسا ضابطہ حیات جو عالمگیر ہو نہ انسان کی سرشت میں موجود ہے نہ ہم اپنی عقل سے اسے تشکیل دے سکتے ہیں۔ یہ ہمیں صرف وحی کے ذریعے مل سکتا ہے۔ (پروفیسر کوبن)

مستقبل:۔ صاحبو! امید ہے آپ کو اس سوال کا مزید کچھ جواب مل گیا ہو گا کہ میں کرسچن کیوں نہیں ہوں؟ غیر مسلم کیوں نہیں ہوں؟ فی الحال ہم آپ کو بڑے اعتماد سے یہ خوشخبری دیتے ہیں کہ مغرب کے عظیم دماغوں کی بے چینیاں اور بے قراریاں اور ان کی تحقیق و جستجو رائگاں نہیں جائیں گی۔ یہ عظمت فکر رفتہ رفتہ عام ہوتی جا رہی ہے۔ ایسا نظر آتا ہے کہ اہل مغرب اپنے تمام تعصبات بھلا کر دین حق کو عن قریب پہچان لیں گے۔ وہ یہ بات بھی جان لیں گے کہ قرآن مسلمانوں کی میراث نہیں تمام بنی نوع انسان کا خزانہ ہے۔ یہ بات بھی اہل مغرب کی سمجھ میں آجائے گی کہ مسلمانوں کے زوال اور زبوں حالی کا سبب اسلام نہیں ہے۔ اس کا سبب ہے مسلمانوں کی قرآن سے دوری اور مذہبی رسوم و روایات میں ڈوب جانا۔ پھر یہ لوگ ہم سے کہیں گے:

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

اعتراف:۔ صاحبو! جو ایک بات دل میں مضمر ہے وہ صاف صاف کہنے کی اجازت دیجئے۔ آج خود کو مسلمان کہنے والے سوا بلین لوگوں سے کچھ نہ ہو سکے گا۔ وہ صرف خاک کی آغوش میں تسبیح و مناجات کرنے کے قابل رہ گئے ہیں۔ قرآن کی بلندی تک انہیں فرقہ بندی' نظری بحثوں کا بوجھ اور مذہبی مسائل کی زنجیریں اٹھنے نہیں دیں گی۔ تقلید کی خاک جو ان کی آنکھوں میں پڑی ہے انہیں قرآن کے سورج سے بھی روشنی حاصل کرنے نہ دے گی۔ اہل مغرب اپنے مسائل کی تلاش

۔۔۔" قرآن سے رجوع کریں گے۔

ہے عیاں یورش تاتار کے افسانے سے
پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

پھر انجمن اقوام متحدہ نہیں ہو گی۔ جمعیت اقوام نہیں ہو گی جمعیت آدم ہو گی۔

اس سے پہلے کہ ہم مسیحی بھائیوں کے اعتراضات کا جواب ۔۔۔ یہ عرض کرنا ہے کہ نزول قرآن سے آج تک دنیا اسلام کی طرف ہی بڑھتی آئی ہے۔ اس امر کی چند ٹھوس مثالیں آگے ۔۔۔ کی جائیں گی۔ اہل مغرب نے اپنی بیداری کے بعد جو ترقی ۔۔۔ ہے اس میں قرآنی اصولوں کی روشنی کا جو عمل دخل ہے وہ ۔۔۔ عرض کریں گے لیکن ناانصافی ہو گی اگر ہم یہاں یہ ۔۔۔ نہ کریں کہ مغربیوں نے اللہ کی عطا کی ہوئی انسانی ۔۔۔ دانش کا بہت خوب استعمال کر کے اندھیرے زمانوں کو ۔۔۔ چھوڑا ہے۔ ایسا جب ہوا کہ 16 ویں صدی میں جان کیلون اور مارٹن لوتھر کے لائے ہوئے انقلاب کی بدولت انہوں نے ۔۔۔ تقلیدی مذہب کو ترک کیا۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ جس ۔۔۔ انسانی آنکھ سورج کی روشنی میں اچھی طرح دیکھ سکتی ہے ۔۔۔ طرح انسانی عقل کے لئے وحی الٰہی سورج کا حکم رکھتی ۔۔۔ جب اہل مغرب زندگی کو وحی الٰہی کی روشنی میں دیکھنے ۔۔۔ گے تو انسانیت امت واحدہ بن جائے گی اور دنیا جنت ۔۔۔ بن جائے گی۔

۔۔۔ ہماری خوش فہمی نہیں قرآن کریم کا دعویٰ ہے کہ اہل ۔۔۔ جان لیں گے کہ قرآن "الحق" ہے اور "الکتاب" کا ۔۔۔ کے ہر نظام پر غالب آ کے رہے گا (48:28, 9:33)

۔۔۔ین :- اور صاحبو! آپ مسلم ہیں یا غیر مسلم یقین کر ۔۔۔ ایسا ہو کر رہے گا۔ آئن سٹائن صاحب بھی اپنی کتاب "۔۔۔ ایام" میں لکھ گئے ہیں کہ وحی کا ارشاد کبھی غلط ۔۔۔ ہوتا۔ وہ وقت اور تجربے کی کسوٹی پر پورا اترتا ہے ۔۔۔ بنوتی ہے جو تجربہ کی کسوٹی پر پوری اترے۔ (جیسے اسلام کے دور اول میں ہوا تھا)۔

اب ذکر شروع ہوتا ہے ہمارے محترم مسیحی بھائی بہنوں کے اسلام' قرآن اور نبی اکرمؐ پر اعتراضات کا۔ اگر انہوں نے صاف دل اور کھلے ذہن سے ہمارے اس سلسلہ مضامین کا مطالعہ فرمایا ہو گا تو کئی اعتراضات کے جواب انہیں مل چکے ہوں گے۔ پھر بھی ہماری گذارش ہے کہ شروع سے اب تک کی تحریر پر نظر ثانی فرمالیں۔ خصوصاً" قسط نمبر 2 پر۔ اگر ہمارے کسی محترم ریڈر کو اس سلسلہ مضامین کا انگریزی ترجمہ درکار ہے تو ہمارا انگریزی ماہنامہ GALAXY بلا قیمت دستیاب ہے۔

پاکستان میں۔
محترم عدنان احمد خان' 153 بخش گزری روڈ' کراچی نمبر 6
امریکہ میں۔ ڈاکٹر شبیر احمد' 746-2115(954) کو فون کریں۔

دوسری گذارش اپنے محترم مسلم بھائیوں سے ہے خصوصاً علمائے کرام سے کہ اسلام کے بارے میں ہمیں دنیا بھر سے غیر مسلموں کے سوالات اس لئے موصول ہوتے ہیں کیونکہ ہم مغربی تہذیب کے عروج والے ملک میں قیام پذیر ہیں۔ ہمیں اپنی تاریخ و روایات کا پاس ہے اور اکثر احادیث رسولؐ ہمیشہ ہماری دل و نگاہ کی تابانی کا باعث رہی ہیں۔ البتہ ہمارا تجربہ یہ ہے کہ غیر مسلموں کے اسلام پر اعتراضات زیادہ تر ان احادیث سے تعلق رکھتے ہیں جو قرآن کی کسوٹی پر پوری نہیں اترتیں۔ ہمارے جوابات اسی سبب سے "الکتاب" کی روشنی میں ہوں گے۔ فتویٰ گری کے شوقین حضرات اپنا شوق پورا فرمائیں تو ان کی نوازش لیکن ہم اپنا شمار ان لوگوں میں نہیں چاہتے جو ۔

خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں
ہوئے کس درجہ فقیہان حرم بے توفیق

دیکھئے مینارۂ نور کی روشنی میں :- (اور نہ ان لوگوں میں جو آقائے نامدارؐ کی سیرت پاک پر تاریخ و روایات کے لگائے ہوئے داغ قرآن کے زم زم سے نہیں دھوتے)۔

حجاز مقدس میں برسوں مقیم رہ کر ہمیں شیخ عبدالعزیز بن باز اور ملک فیصل بن عبدالعزیز جیسی مقتدر ہستیوں سے لغت قرآنی

سیکھنے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ اب سنئے اعتراضات اور ان کے جوابات:

اعتراض 1:- اسلام تلوار کے زور سے پھیلا۔

جواب :- تین صدیوں سے اور آج تو مسلمان بہت کمزور ہیں اسلام پھر بھی پھیل رہا ہے۔ ڈی لیسی اولیری اور دوسرے بہت سے غیر مسلم مورخین لکھ چکے ہیں کہ اسلام کا تلوار کے ذریعے پھیلنا تاریخ کا سب سے احمقانہ افسانہ ہے۔

اعتراض 2:- مسلمان محمڈن کہلاتے ہیں کیونکہ وہ محمدؐ کی پرستش کرتے ہیں یا کسی انجانے خدا کی۔

جواب :- ناواقف غیر مسلم انہیں محمڈن کہتے ہیں۔ مسلم خدائے واحد کی پرستش اور عبادت کرتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ اچھا مسلم زندگی کے ہر شعبے میں اللہ کے احکام کی اطاعت کرتا ہے اس کی محکومیت اختیار کرتا ہے۔ اللہ وہی ہے جو نوحؑ ابراہیمؑ موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کا خدا ہے۔

صاحبو! محشر برپا ہے ہماری ڈیسک پر سوالات کا!

اسلام پر چند اعتراضات

حقیقت خرافات میں کھو گئی
یہ امت روایات میں کھو گئی

(یہاں تک کہ غیر مسلم خواتین و حضرات بھی ہماری روایات و خرافات میں کھو گئے!)

لیجئے صاحبو! ہم اپنے دفتر، سیکرٹری (ہماری بیگم) ڈیسک اور ڈاک کے ساتھ پھر حاضر خدمت ہیں۔ ہم اسلام پر مسیحی بھائیوں کے اعتراضات کا جواب دے رہے تھے جو وہ ہمیں دنیا کے مختلف ملکوں سے بھیجتے رہتے ہیں۔ ہم اپنے محترم قارئین کو اس حقیقت سے پھر آگاہ کر دیں کہ یہ اعتراضات قرآن کے غلط ترجموں اور غلط حدیث و روایات کی بنیاد پر منحصر ہوتے ہیں۔ وہ احادیث و روایات جو قرآن کی کسوٹی پر پوری نہیں اترتیں۔ ہم خلوص سے یہ سمجھتے ہیں کہ ہر مسلمان کا مسلک یہی ہونا چاہئے کہ جو حدیث قرآن کے معیار پر پوری نہ اترے یا اس میں رحمت للعالمینؐ کی توہین کا پہلو نکلتا ہو وہ اس لائق نہیں کہ ہم اسے تسلیم کریں۔ آقائے نامدارؐ کے بارے میں قرآن کریم کی گواہی ہے "**انک لعلی خلق عظیم**" (بیشک آپؐ اخلاق کے اعلیٰ ترین منصب پر فائز ہیں) ہمارے وہ ریڈرز جو قرآن حکیم کو حرف آخر تسلیم نہیں کرتے اور غیر قرآنی روایات کو سینے سے ہر قیمت پر لگائے رکھنا چاہتے ہیں وہ آگے مطالعہ فرمائیں گے تو "اک ذری آپ کو زحمت ہو گی" بلکہ اک بڑی زحمت ہو گی۔ یہ فرار کا ایک اور موقع آگیا ان کے لئے!

اعتراض 3:- آپ کے نبی ﷺ زمین میں استراحت فرما رہے ہیں اور آپ خود مانتے ہیں کہ عیسیٰ مسیحؑ زمین میں دفن نہیں ہوئے آسمانوں پر اٹھا لئے گئے۔ وہ زمین میں یہ آسمان پر۔ پھر افضل کون ہوا؟

جواب :- قرآن نہیں کہتا کہ عیسیٰؑ آسمان پر زندہ اٹھا لئے گئے۔ (3:55) میں عیسیٰؑ کی وفات ان کے منکرین کے طعنوں سے پاک کرنے کا اور درجے بلند کرنے کا ذکر ہے۔ (4:157) میں عیسیٰؑ کے صلیب سے بچائے جانے کا بیان ہے اور (19:33) میں بالآخر ان کی طبعی وفات کا۔ قرآن فرماتا ہے تم خدا کے قانون میں تبدیلی نہیں پاؤ گے۔ جسم کے ساتھ اٹھائے جانا اللہ کا قانون نہیں۔ علاوہ ازیں دیکھئے القرآن (3:144) کہ رسول کریمؐ سے پہلے کے سب انبیاء فوت ہو چکے۔ قرآن میں یہ بھی ارشاد ہے کہ آپ سے پہلے کسی کو دوام نہیں بخشا گیا۔ (21:34)۔

اعتراض 4:- جنت میں مسلم مردوں کو تو حوریں مل جائیں گی۔ عورتوں کا کیا بنے گا؟

جواب :- شعر پیش خدمت ہے۔ پوچھنے والی مسیحی بہن بھی لطف اندوز ہوں اور پڑھنے والے مولوی صاحب بھی۔

امید حور نے سب کچھ سکھا رکھا ہے واعظ کو
یہ حضرت دیکھنے میں سیدھے سادے بھولے بھالے ہیں

حقیقت یہ ہے کہ حور کے معنی حسین عورت کے نہیں ہیں بلکہ صحیح معنی ہیں صاحب کردار دانشمند ساتھی۔

[اعتراض] 5:- اس سے ملتا جلتا اعتراض یہ ہے۔ قرآن کہتا ہے [کہ مرد] جنت میں اپنی بیویوں کے ساتھ بیٹھے ہوں گے۔ یہ کیوں [نہیں کہتا] کہ عورتیں اپنے شوہروں کے ساتھ بیٹھی ہوں گی؟

[جو]اب :- یہ بہترین مثال ہے غلط ترجمے کی۔ "ازواج" کے [معن]ی ہوتے ہیں "زوج" اور "زوجہ" جوڑے۔ ازواج کا مطلب [صر]ف بیویاں نہیں ہوتا۔

[اع]تراض 6:- ہندوستان کے کئی صوبوں میں رہ چکا ہوں۔ مسیح کو خدا کا بیٹا سمجھتا ہوں۔ نظام الدین اور اجمیری کی درگاہوں کی [خد]مت کرتا رہتا ہوں پھر بھی کرسچن کہلاتا ہوں حالانکہ کئی کئی [دن] گھر سے باہر اسی لئے رہتا ہوں۔

[جو]اب :- اسلام میں رہبانیت نہیں ہے۔ نبیؐ نے فرمایا لا [ر]ہبانیہ فی الاسلام اور بقول علامہ اقبال "تصوف اسلام کی [سر ز]مین میں اجنبی پودا ہے"۔ دین حق اپنانا چاہتے ہیں تو اسلام کے ارکان پر ایمان لانا ہو گا۔ (دیکھئے قسط نمبر1) آپ کو علیحدہ خط ارسال کیا جا رہا ہے۔ مقامی عالم دین سے بھی رجوع کریں۔

[اعت]راض 7:- جنہیں آپ لوگ اسلام کے ستون کہتے ہیں نماز [رو]زہ، زکوٰۃ، حج، کروڑوں لوگ ان پر عمل پیرا ہیں پھر ان کے [مسائل ح]ل کیوں نہیں نکلتے؟ وہ خود بھی تباہ حال کیوں ہیں؟

[جو]اب :- مسلمان لا الٰہ الا اللہ کا مطلب صرف یہ سمجھ رہا ہے [کہ] اللہ کے سوا کوئی پرستش کے لائق نہیں بلکہ مفہوم یہ ہے [کہ ا]س کے سوا کوئی بندگی، عبادت اور اطاعت کے لائق [نہیں]۔ مسلمان نماز پڑھ رہا ہے، صلوٰۃ قائم نہیں کر رہا۔ روزہ [رکھ رہا] ہے۔ "صوم" کے تصور پر پورا نہیں اتر رہا (یعنی تقویٰ [ا]ور اللہ کی کبریائی دنیا میں قائم کرنے کی کوشش) حج نوع [ا]نسان کی وحدت کا مظہر ہونا چاہیے اس لئے کہ حج کا نام [ح]رم کے پھیرے لگانا نہیں ہے، یہ فی الوقت کم از کم [امت] کے اتحاد کا ذریعہ بننا چاہیے۔

[...] قبلہ قلب و نظر نیست
[...] طواف بام و در نیست

اسی طرح مسلمان زکوٰۃ دے رہا ہے تو "قل العفو" (جو بھی تمہاری ضرورت سے زیادہ ہو وہ اللہ کے بندوں پر خرچ کر دو) کو بھولا ہوا ہے۔ ہم آپ کے ممنون ہیں کہ آپ نے اتنا اہم نکتہ اٹھایا۔ یہ بات مسلمانوں کو سوچنی چاہیئے۔

اعتراض 8:- آپ کا اسلام کیسا مذہب ہے کہ اس میں داخلہ تو کھلا ہے لیکن کوئی اس سے نکلنا چاہے یا کسی کے عقیدے آپ کے مولویوں کو پسند نہ آئیں تو اسے مرتد قرار دے کر گردن مار دی جاتی ہے۔

جواب :- سو سال میں آپ نے کتنے مرتدوں کی گردن اترتے دیکھی یا سنی ہے؟ قرآن علم و بصیرت کی بنا پر دعوت دیتا ہے اور صاف صاف فرماتا ہے کہ دین میں کوئی جبر نہیں 2:256۔ اگر تاریخ میں ارتداد پر قتل کا کوئی واقعہ آپ پڑھیں تو یا وہ واقعہ غلط ہے یا کسی کا غیر قرآنی عمل ہے۔ عام طور پر مشہور ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے جنوبی عرب کے مرتدین کے خلاف جہاد کیا تھا۔ ان لوگوں کا جرم ارتداد نہیں بغاوت تھا اور انہوں نے اس دور کا سرکاری ٹیکس (بحیثیت زکوٰۃ) دینے سے بھی انکار کیا تھا۔

اعتراض 9:- مسیح کی عظمت دیکھئے کہ مسلمانوں کا حال سنوارنے بھی وہی آسمان سے اتر کر آئیں گے یعنی آپ کے رسولؐ بھی مسیح کے بغیر کچھ نہیں کر سکتے۔

جواب :- حیرت کی بات ہے کہ دنیا کی ہر قوم کسی آنے والے کی منتظر ہے۔ ہندو کو کلنکی اوتار کا انتظار ہے۔ جین مت والوں کو مہاویرا کا یاتری تھنکر کا۔ بدھ مت والے میتا کے منتظر ہیں اور مجوسی متھرا کے۔ یہودی ابھی تک سچے مسیح کا انتظار کر رہے ہیں۔ مسیحی عیسیٰؑ کی آمد ثانی کے منتظر ہیں۔ یہ عقیدہ شکست خوردہ ذہنوں کی ایجاد ہے۔ مسلمان کو بے عمل بنانے کی سازش بھی ہے کہ وہ ہاتھ پر ہاتھ دھرے منتظر فردا رہیں کہ کوئی آئے گا اور ان کا حال سنوارے گا۔ مرزا غلام احمد یا باب اللہ اور بہاء اللہ جیسا کوئی فرد دعویٰ کر دیتا ہے تو سب پریشان ہو جاتے ہیں!

قرآن کے مطابق دین کامل ہو چکا ہے 6:116, 5:3- اللہ کے آخری پیغمبر محمد ﷺ چودہ صدیاں پہلے تشریف لا چکے ہیں۔ 33:40 انسان کے لئے مکمل ضابطہ حیات الکتاب میں محفوظ کر دیا گیا ہے۔ اس الکتاب قرآن نے عیسیٰؑ یا کسی اور آنے والے کی نشاندہی نہیں فرمائی۔ نہ مزید کسی کے آنے کی ضرورت ہے جب کتاب اللہ ہمارے درمیان موجود ہے۔

اعتراض 10:- دعویٰ کیا جاتا ہے کہ قرآن میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی اور ہم یہ بات مانتے ہیں لیکن یہ تو آپ کو بھی تسلیم ہے کہ قرآن کی بعض آیات منسوخ ہو چکی ہیں۔

جواب :- قرآن کریم کی ایک آیت بھی منسوخ نہیں۔ 2:106 میں جہاں گذشتہ احکام کی جگہ نئے احکام نازل کرنے کا ذکر ہے وہاں مراد یہ ہے کہ گذشتہ آسمانی کتابوں کے احکام کو قرآن میں جدید Up-date کر دیا گیا ہے۔

اعتراض 11:- اسلام واحد مذہب ہے جو چار شادیوں کا حکم دیتا ہے۔

جواب :- اسلام کہیں چار شادیوں کا حکم نہیں دیتا۔ تعداد نکاح کا ذکر قرآن میں صرف ایک جگہ ہے۔ سورۃ 4:3 اسے غور سے پڑھیئے۔

"اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم یتیموں سے انصاف نہیں کر سکو گے تو دو' تین چار عورتوں سے نکاح کر لو جو تمہارے لئے جائز ہوں"۔

یہاں واضح نکتہ یہ ہے کہ کبھی دنیا میں ایسے حالات پیدا ہو جائیں جیسا جنگی حالات اور بعض انقلابات میں ہوتا ہے کہ مرد بہت سے مارے جاتے ہیں۔ یتیموں کی تعداد بہت زیادہ ہو جاتی ہے۔ معاشرہ ان یتیموں کی مناسب دیکھ بھال نہیں کر سکتا تو صرف اس صورت میں اللہ نے بنی نوع انسان کو اس بڑی معاشرتی مشکل کا حل بتایا ہے تاکہ یتیموں اور بیواؤں کو گھر کا تحفظ میسر آجائے۔ نارمل حالات میں جو لوگ دوسری تیسری شادی کرتے ہیں وہ حکم الٰہی کی خلاف ورزی ہے۔ اس موضوع پر بھی کوئی روایت سامنے آئے تو دیکھنا ہو گا کہیں وہ آیت قرآن سے متصادم تو نہیں ! دلچسپ بات یہ ہے کہ پہلی اور دوسری جنگ عظیم کے بعد یورپ سے صدائیں اٹھی تھیں کہ ان ملکوں میں دو تین شادیوں کی اجازت ہونی چاہیئے۔ عام حالات میں قرآن ایک ہی شادی کی اجازت دیتا ہے۔ یہاں یہ بات بھی نوٹ کر لیجئے کہ دور نبیؐ اور صحابہ کرامؓ کے زمانے میں جنگی اور انقلابی حالات بھی تھے اور کیونکہ مسلم خاتون غیر مسلم کے نکاح میں نہیں رہ سکتی لہٰذا مطلقہ عورتیں بھی بہت تھیں۔

اعتراض 12:- آپ کی بخاری ایسی مضحکہ خیز باتیں کہتی ہیں وہ بھی محمدؐ کے نام سے منسوب کر کے کہ چوہے بنی اسرائیل کے دس گمشدہ قبیلے ہیں۔ اسی لئے اونٹ کا دودھ نہیں پیتے بکری کا دودھ پی لیتے ہیں۔

جواب :- آپ نے خود ہی فرما دیا۔ یہ مضحکہ خیز روایات ہیں جو اسلام کے دشمنوں نے وضع کی تھیں۔

اعتراض 13:- فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہے کہ صرف انگور اور کھجور کی شراب حرام ہے۔

جواب :- قرآن کے مطابق خمر پینا قطعی ممنوع ہے اور آقائے نامدارؐ نے اسے "ام الخبائث" قرار دیا ہے اور خمر میں ہر قسم کی شراب اور نشہ آور اشیاء شامل ہیں۔ فقہ کی کتابیں اتھارٹی نہیں ہیں' قرآن اتھارٹی اور حرف آخر ہے۔

اعتراض نمبر 14:- انجیل دشمن کے ساتھ محبت کی تعلیم دیتی ہے۔ کیا اسلام میں ایسی تعلیم ہے؟

جواب :- دشمن کے ساتھ محبت قابل عمل (پریکٹیکل) بات نہیں ہو سکتی۔ قرآن حکم دیتا ہے دشمن کے ساتھ بھی عدل کرو (یہ ہے ممکن العمل بات)۔

اعتراض 15:- اسلام نابالغ بچیوں سے نکاح جائز قرار دیتا ہے۔ کیا یہ جہالت نہیں ہے؟

جواب :- قرآن کی رو سے بلوغت اور نکاح کا گہرا تعلق ہے۔ بلوغت نکاح کی شرط ہے۔ دیکھئے 4:6 اس کے علاوہ 6:153 اور

17:34 سے واضح ہے کہ نابالغوں کے مال تک کو چھونا منع ہے چہ جائیکہ نکاح۔ قرآن نکاح کو "میثاق غلیظ" یعنی بہت ہی سنجیدہ معاہدہ کہتا ہے 4:21۔ بچے سنجیدہ معاہدہ کیسے کر سکتے ہیں؟

اعتراض 16:- کیا آپ کے نبیؐ نے 6 سالہ بچی عائشہ سے نکاح اور پھر ان سے 9 سال کی عمر میں رخصتی نہیں کروائی؟

جواب :- نبی کریم ﷺ کا کوئی فعل قرآن کے خلاف نہیں ہو سکتا تھا۔ "**کان خلقه القرآن**" (آپ کا اخلاق کیا تھا؟ قرآن مجسم)۔ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ احادیث اور تاریخی روایات کو قرآن کریم کی کسوٹی پر پرکھنا ہو گا اس لئے کہ احادیث نبی اکرمؐ کے برسوں بعد زبانی روایات کی بنا پر جمع کی گئیں۔ لہٰذا ہم آپ کے دریافت کردہ موضوع پر ان روایات کو تسلیم کرتے ہیں جو نکاح کے وقت حضرت عائشہ کی عمر 18 سال بتاتی ہیں۔ (**مشکوۃ**/الاستیعاب/امام کلبی اکمال/اسد الغاوۃ/شیخ ولی الدین)

صاحبو! ہمیں احساس ہے کہ "دستک" کا یہ موضوع "میں کرسچن کیوں نہیں ہوں" طویل ہو رہا ہے لیکن اپنے مزاج کے خلاف ہم نے اس طوالت کو گوارا کیا ہے۔ سبب یہ کہ غیر مسلم خواتین و حضرات اسلام کے بارے میں بے شمار غلط فہمیوں میں مبتلا ہیں۔ قرآن کا فرمان ہے کہ ہم نے تمام بنی نوع انسان کو واجب التکریم پیدا کیا ہے۔ لہٰذا غیر مسلم بھی ہمارے احترام کے مستحق ہیں۔ اب تک جو بازگشت ہمیں ملی ہے۔ اس کے تحت مسلمانوں اور مسیحیوں نے اس سلسلہ مضامین کو یکساں مفید پایا ہے۔ ہماری کوشش مخلصانہ بھی ہے اور مبنی برحقیقت بھی۔ بہت سے مسلمانوں کا کہنا ہے کہ اب وہ بہتر طور پر دین حق کی روح کو سمجھنے لگے ہیں اور غیروں کے اعتراضات کا جواب دینے کے قابل ہو گئے ہیں۔ لیکن صاحبو! ہم کیا کریں اعتراضات کی فہرست ابھی ختم نہیں ہوئی۔ جوابات کے مرحلے سے گزر کر پھر ہم بائبل کا تذکرہ بھی کریں گے اور اپنے معزز ریڈرز کی رائے کی روشنی میں اس موضوع کی تکمیل کریں گے۔

اسلام کی ہمہ گیر کامیابی

اس سیل سبک سیر و "جہاں گیر" کے آگے
عقل و نظر و علم و ہنر ہیں خس و خاشاک

صاحبو! ہم ان سب محترم ریڈرز کے ممنون ہیں جنہوں نے اس سلسلہ مضامین پر اپنی رائے اور تبصروں سے نوازا ہے۔ ہم غیر مسلموں کے اسلام پر اعتراضات کا جواب دے رہے تھے۔ اس سلسلے کو آگے بڑھانے سے پہلے احترام کے ساتھ دو گزارشیں پیش خدمت ہیں۔

مینارۂ نور :- 1- تکرار کے ساتھ یہ بات عرض کرنے کی اجازت دیجئے کہ ہم ان اعتراضات کا جواب مینارۂ نور "قرآن کریم" کی روشنی میں پیش کر رہے ہیں یا ان احادیث کے ذریعے جو قرآن کریم کے معیار پر پوری اترتی ہیں۔ اگر کوئی شخص کسی حدیث کو اس بناء پر تسلیم نہ کرے کہ وہ قرآن کے معیار پر پوری نہیں اترتی تو وہ شخص درحقیقت یہ کہہ رہا ہے کہ یہ ارشاد رسولؐ سے منسوب نہیں کیا جا سکتا کیونکہ آپؐ کا کوئی قول و فعل قرآن کے خلاف نہیں ہو سکتا تھا۔ ایک مثال دیکھئے۔

قرآن کا واضح ارشاد ہے۔ "**لا اکراہ فی الدین**" دین میں کسی طرح جبر اور زبردستی نہیں ہو سکتی 2:256 اور "کہہ دیجئے کہ لوگو! یہ قرآن تمہارے پروردگار کی طرف سے برحق ہے۔ پس! جس کا جی چاہے ایمان لائے اور جس کا جی چاہے انکار کر دے"۔ 18:29 یہ بھی ہے'

"---- **اما شاکرا و اما کفورا**" انسان اللہ کی راہنمائی سے (فائدہ اٹھائے) شکر کرے یا انکار کر دے (76:3)

اور پہلے ہم عرض کر چکے ہیں کہ اسلام پر ایمان صرف عقل و بصیرت کی روشنی میں لایا جا سکتا ہے۔ 12:108 اب اختیار و ارادے کے اتنے واضح اصول کے برخلاف اگر کوئی صاحب مرتد کی سزا قتل تجویز فرمائیں اور اس کے لئے روایات کا سہارا پکڑیں تو ان مولوی صاحب کا مقام کتنا ہی بلند سمجھا جاتا ہو ہمیں یہی کہنا پڑے گا کہ

خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں
ہوئے کس درجہ فقیہان حرم بے توفیق

اسلام ہی چل رہا ہے :- 2- آج کی دوسری گزارش آپ سب سے ہے اور یہ بہت سوں کے لئے نئی بات ہو گی۔ وہ یہ کہ اگر آپ کھلے دل سے تاریخ عالم اور علم انسانیات کا مطالعہ فرمائیں اور وقت کے رجحانات پر بلا تعصب نظر ڈالیں تو آپ دیکھیں گے کہ 610ء سے آج تک دین حق اسلام ہی دنیا میں آگے چلا ہے۔ اگر اسلام کی تعلیم کامل نہ ہوتی جیسا وہ سمجھتے ہیں تو دنیا ہرگز اس منزل کی سمت نہ بڑھ رہی ہوتی جو اسلام نے اس کے لئے تجویز کر رکھی ہے۔ اگر مسلمانوں نے قرآن کو ترک نہ کر دیا ہوتا تو پورا عالم صدیوں پہلے جنت ارضی بن چکا ہوتا۔ 610ء وہ مبارک سال ہے جب اللہ کے آخری پیغام کا نزول پیغمبر آخرالزمانؐ کی ذات اقدس پر شروع ہوا۔ ذرا برنارڈشا کے قول کو یاد کرتے چلئے۔ "محمدؐ کو انسانیت کا نجات دہندہ (Savior) ماننا چاہئے"۔ اور لیمرٹین نے کہا تھا "محمدؐ نے سچا لازوال نظریہ حیات قائم فرمایا"۔ سپالڈنگ نے کہا'

"محمدؐ دنیا میں آسمانی بادشاہت کے نفاذ اور اشاعت کے سب سے بڑے ایگزیکٹو آفیسر تھے۔ وہ جانتے تھے کہ تمام نوع انسانی ایک دن ملت واحدہ بن کر رہے گی۔"

صاحبو! افلاطون تو ڈھائی ہزار برس پہلے کہہ گیا تھا "ایک زمانہ آئے گا جب خدائی راستے انسانی راستوں سے ہم آہنگ ہو جائیں گے" اور 19 ویں صدی میں تھامس کارلائل لکھ گیا "نوع انسانی گویا ایک شرارے کے انتظار میں تھی وہ بجلی کا شرارہ اس بطل جلیل (محمدؐ) کی صورت میں آسمان سے آیا اور ہمیشہ کے لئے انسانوں کا طرز حیات بدل گیا"۔ اب اس عظیم تبدیلی کی کچھ مثالیں دیکھئے۔

1- **ملوکیت (یا بادشاہت)** :- دنیا بھر میں بادشاہت' آمریت اور جبر و استبداد کے ماحول میں سب سے پہلے اس کے خلاف کس نے آواز اٹھائی؟ آپ تاریخ کے مطالعے سے دیکھتے ہیں کہ بادشاہتیں' ملوکیتیں اور آمریت گذشتہ صدیوں میں آہستہ آہستہ مٹتی چلی جا رہی ہے۔ "**للہ ملک السمٰوت والارض**" بادشاہت تو آسمانوں اور زمین کے مالک کی ہے)۔

2- **جمہوریت** :- اہل مغرب پہچان رہے ہیں کہ شوریٰ اور باہمی رضا مندی کے قرآنی اصولوں کو اپنا کر ہی جمہوریت کے لئے روسو' لاک' دیگر یورپی مفکرین اور انقلاب فرانس آگے بڑھے۔ آج دنیا شوریٰ کی طرف آگئی ہے اور آ رہی ہے۔ فرق صرف اتنا باقی رہ گیا ہے کہ قرآنی نظام میں قانون سازی باہم مشورے سے ہو گی لیکن خدائی احکام کے دائرے کے اندر۔

3- **شخصیت پرستی** :- آقائے نامدارؐ نے شخصیتوں کے بت توڑ دیئے۔ انسانیت کا بطلؐ جلیل اپنے بارے میں یہی فرماتا رہا۔ "لوگو! میں تو بس' محمد بن عبداللہ ہوں۔ قریش کی ایک عام عورت کا فرزند!"

اور جن کے بارے میں قرآن کی زبان سے کہلوایا گیا "لوگو! میں تو تم جیسا ایک بشر ہوں"۔۔۔۔

اب دیکھئے' انسانوں کو **تعظیمی سجدے**' انسانوں کی پرستش اور محکومی گذشتہ صدیوں میں کم ہوتی آئی ہے یا نہیں؟ (حیران کن صورت حال ہے کہ انسان کو سجدہ کرنے والے لوگ زیادہ تر وہی باقی بچے ہیں جو خود کو مسلمان کہتے ہیں۔ یورپ و امریکہ میں جہاں انسان مقام آدم تک پہنچ چکا ہے وہاں اہل اقتدار کو یا مذہبی پیشواؤں کو اور قبروں کو سجدے نہیں کئے جاتے)۔

4- **نسل پرستی** :- صاحبو! اڑھائی ہزار برس پہلے جب ارسطو نے یونانیوں کو باقی لوگوں سے برتر قرار دیا تھا تو اس کے خلاف کوئی آواز نہ اٹھی تھی۔ 1930ء میں ہٹلر نے کہا کہ جرمن قوم کو اوروں پر برتری حاصل ہے تو ایک عالم اس کا دشمن ہو گیا۔ تاریخ کا جائزہ لیجئے۔ 1400 برس پہلے عرب سے صدا اٹھی تھی کہ انسان سب برابر ہیں۔ کالے' گورے' عربی' عجمی میں کوئی فرق نہیں۔ عزت و اکرام کا معیار صرف کردار ہے۔ کیا ان گذشتہ چودہ صدیوں میں دنیا نسل پرستی سے دور ہٹی ہے یا نہیں؟

5- **حقوق انسانیت** :- برطانیہ کا میگنا کارٹا' امریکی آئین' اقوام

متحدہ کا منشور' تینوں یکجا رکھ لیجئے اور محمدؐ کے آخری خطبے سے موازنہ کیجئے۔ اس کے بعد تاریخ پر نظر ڈالیئے۔ آقائے نامدارؐ کی تعلیم و تربیت کے بعد حقوق انسانیت کی حالت دنیا بھر میں بہتر ہوتی گئی ہے یا نہیں؟ کیا آپؐ کا خطبہ حجتہ الوداع دیگر دستاویزات پر بھاری ہے یا نہیں؟ شاید آپ کے علم میں یہ بات نہ ہو کہ یو این او کے چارٹر میں بھی حقوق انسانیت کی آزادی غیر مشروط نہیں ہے! قرآن کی عطا کی ہوئی آزادی بلا شرط ہے نہ کہ حکومتوں کے مزاج کی زد میں۔ اس مرحلے پر ایک اہم بات نوٹ کرتے چلئے۔ ممکن ہے آپ کے دل میں خیال آیا ہو کہ دنیا میں آج بھی ملوکیت' ڈکٹیٹر شپ' شخصیت پرستی' نسل پرستی اور حقوق انسانی کی پامالی جاری ہے۔ بات درست ہے لیکن یہ سب کچھ اس پیمانے پر برپا نہیں ہے جیسا 1400 برس پہلے تھا اور جن لوگوں اور قوموں نے مدینے کا مقدس پیغام قبول کر لیا تھا انہوں نے انسانی آزادی کی بہاریں دیکھی تھیں۔ آج بھی قرآنی نظام دنیا میں کہیں نافذ ہو جائے تو بقول برنارڈشا دنیا جنت ارضی بن جائے گی۔ برنارڈشا یہ بھی کہہ گیا "میری پیش گوئی ہے کہ کل کا یورپ (و امریکہ) مسلمان ہو گا"۔

بات یہ ہے کہ بنی نوع انسان وحی الہیٰ کی روشنی میں چلتی ہے تو اس کی ترقی کی راہ میں وقت کے فاصلے لپیٹ دیئے جاتے ہیں۔ اگر وحی کی روشنی کو چھوڑ دے تو انسان اندھیرے میں گرتا پڑتا عقل کے تجربے کرتا صدیوں بعد وہاں پہنچتا ہے جہاں وہ آج پہنچ سکتا تھا۔ علامہ اقبالؒ نے فرمایا کہ وحی انسان کو فاضل تگ و دو سے بچا لیتی ہے۔ مارگولیتھ ریورنڈ نے کہا کہ جس طرح آنکھ کے لئے سورج کی روشنی اہم ہوتی ہے اسی طرح انسانی عقل کے لئے وحی کی راہنمائی روشنی کا حکم رکھتی ہے۔ بہرکیف انسانیت عقل کے تجرباتی طریقوں میں بھٹکتی رہے گی یا قرآن کریم کو اپنا کر اس منزل پر پہنچ کر رہے گی جو خدا نے مقرر کر رکھی ہے۔ مغرب کے بڑے دماغوں کے انداز فکر سے بھی یوں لگتا ہے کہ اکیسویں صدی کے آغاز میں لوگ فوج در فوج اللہ کے دین میں داخل ہوں گے۔

6- **ذات پات** :- صاحبو! 14 صدیاں پیشتر آقائے نامدارؐ نے ذات پات کی زنجیروں کو توڑ دیا تھا۔ گذشتہ صدیوں کی تاریخ کا جائزہ لیجئے۔ پھر یہ دیکھئے۔ بھارت سے بڑھ کر کونسا ملک اور قوم ذات پات کا اسیر تھا۔ آج اسی ملک میں اس لعنت کے خلاف آوازیں بلند ہو رہی ہیں۔ شودر یا اچھوت کو اب ہریجن کہا جا رہا ہے۔ ہریجن یعنی خدا کی روح کے حامل لوگ۔ اب فرمائیے اسلام کا اصول آگے چل رہا ہے یا نہیں؟

7- **غلامی** :- عالم انسانی پر اسلام کی برکتیں نازل ہوئیں۔ سب لوگ واجب تکریم قرار دیئے گئے۔ حضرت عمرؓ کا ارشاد دنیا کی فضاؤں میں گونجا۔ "تم نے انہیں غلام کیسے بنا لیا ان کی ماؤں نے تو انہیں آزاد جنم دیا تھا"۔ دور قدسی کے بعد آج تک زمانے کے شواہد پر نظر ڈالئے پھر صاحبو! دل پر ہاتھ رکھ کر کہئے اسلام آگے چلا ہے یا نہیں؟ اسلام کے متبرک سیل کے آگے باطل خس و خاشاک کی طرح بہہ رہا ہے یا نہیں؟ امریکہ کے ابراہم لنکن جیسے بڑے لیڈر کے سامنے وحی کی روشنی نہ تھی 19 ویں صدی میں ایک ملین امریکی غلامی ختم کرنے کی جنگ میں مارے گئے۔ اسلام نے یہ انقلاب بغیر ایک قطرۂ خون بہائے برپا کر دیا تھا!

8- **مذہبی پیشوائیت** :- انسانیت کو جن قوتوں نے دنیا بھر میں جکڑ رکھا تھا ان میں پادری' پیر' پجاری' مہنت' ربانی' خانقاہوں کے سجادہ نشین' اتنے قوی تھے کہ لوگ اپنے گھروں میں بھی سہمے رہتے تھے۔ انہیں عالم الغیب مانتے تھے۔ ان کے پر آدم کے بیٹوں اور بیٹیوں کو زندہ جلا دیا جاتا تھا۔ یہ مذہبی پیشوا اور پیر مر بھی جاتے تھے تو دلوں پر ان کی حکمرانی قائم رہتی تھی۔ ان کی قبروں کو سجدے کئے جاتے تھے۔ قرآن آیا اس نے عالیشان اعلان کیا "میرے بندوں سے کہہ دو کہ میں ان کی رگ جان سے زیادہ قریب ہوں" لیجئے بندے اور کے درمیان کوئی فاصلہ نہ رہا۔ اس تعلق کے لئے کسی درمیانی واسطے اور مذہبی پیشوا کی ضرورت نہ رہی۔ یہ بھی فرما دیا عالم الغیب صرف اللہ ہے اور یہ کہ مردہ پیر تمہاری آواز

نہیں سن سکتے۔

9۔ حقوق نسواں :- صاحبو ! 1400 برس پہلے جب دنیا میں عورت کو ذاتی جائیداد سمجھا جاتا تھا اس دور میں جب مسیحیت کی کانفرنسیں ایسے سوال اٹھا رہی تھیں۔ (1) کیا عورت میں روح ہوتی ہے؟ (2) کیا وہ انسان ہے؟ (3) کیا وہ آخرت میں زندہ کی جائے گی؟ جب دنیا کے بڑے حصے میں عورت بچپن میں باپ کی باندی پھر بھائیوں کی ملازمہ اور جوانی سے آخری سانس تک شوہر کے پاؤں کی جوتی سمجھی جاتی تھی قرآن کا ارشاد گونجا "لوگو! عورتوں کے حقوق تم پر ایسے ہی ہیں جیسے تمہارے ان پر" آقائے نامدارؐ کی رحمت کی گھٹا برسی "جنت تمہاری ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے"۔ "تم میں بہتر شخص وہ ہے جو اپنی بیوی سے اچھا سلوک کرتا ہے"۔ فرمایئے دنیا کا رجحان کس جانب ہے؟

10۔ سائنس کی بنیاد :- اسلام کا سورج طلوع ہوا تو یونانی علوم و حکمت کا دنیا میں چرچا تھا۔ لیکن ہگنس' برفو اور بیکن وغیرہ نے ٹھیک لکھا ہے کہ یونانیوں کے ہاں علوم کا مدار صرف تھیوری اور منطق پر تھا۔ تھیوری کو تجربے کی کسوٹی پر پرکھنا ان کے ذہن میں آیا ہی نہیں تھا۔ اسلام کی تعلیمات نے پہلی بار اہل عالم کو نظریات' تھیوری اور اصولوں کو تجربے کی کسوٹی پر پرکھنا سکھایا۔ ہم نہیں' ہگنس' برفو اور بیکن پوچھتے ہیں کہ یورپ نے تجربے کا سلیقہ کس سے سیکھا؟ عربوں سے۔

ان گنت مثالیں ابھی باقی ہیں صاحبو ! آئندہ باب میں ہم بائبل اور مسیحیت کا مختصر جائزہ مسیحی مفکروں کی رائے میں پیش کریں گے۔ از راہ کرم اس باب کو ایک بار پھر پڑھئے اور سوچئے کہ اسلام آگے چل رہا ہے یا نہیں۔

(جاری ہے)

ضرورت رشتہ

نیک سیرت' پاکیزہ اخلاق 35 سالہ خاتون کے لئے' جس نے پہلے شوہر کے اسلام سے منحرف ہو جانے کے باعث علیحدگی حاصل کر لی ہے اور برطانیہ میں سرکاری ملازم ہے' ہم عمر' تعلیم یافتہ اور سنجیدہ رشتہ کی ضرورت ہے۔ شادی کے بعد برطانیہ ہی میں مستقل اقامت اختیار کرنا ہوگی۔ خواہش مند حضرات مفصل کوائف کے ساتھ درج ذیل پتہ پر بذریعہ خط رابطہ فرمائیں۔

ح ق 2000' معرفت منیجر طلوع اسلام ٹرسٹ' 25 بی' گلبرگ 2' لاہور 54660

E-mail: trust@toluislam.com

نیک سیرت' پاکیزہ اخلاق' خوش شکل دو بچیوں کے لئے مناسب رشتہ کی ضرورت ہے۔ ایک بچی کی عمر 26 سال ہے' تعلیم B.Sc' Law Graduate ہے اور P.P.C کا امتحان دیا ہوا ہے۔

دوسری بچی کی عمر 25 سال ہے۔ Law اور M.A Political Science کی طالبہ ہے۔

خواہش مند احباب سے گذارش ہے کہ وہ مندرجہ ذیل پتہ پر رابطہ فرمائیں۔

درانی۔ معرفت ادارہ طلوع اسلام' 25 بی' گلبرگ 2' لاہور 54660

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لغات القرآن

ن ف س

اخروی زندگی پر یقین، قرآن کی رو سے اجزائے ایمان میں سے ہے اور اس زندگی پر ایمان کی عمارت اس بنیاد پر استوار ہوتی ہے کہ انسان صرف اس کے طبیعی جسم سے عبارت نہیں جس کا موت کے ساتھ خاتمہ ہو جاتا ہے بلکہ اس میں، جسم کے علاوہ کچھ اور بھی ہے جو اس کے جملہ اعمال کی ذمہ دار اور ان کے نتائج کی حامل ہے اور جو طبیعی موت سے فنا نہیں ہو جاتی۔ اسی کو انسانی ذات یا نفس کہتے ہیں۔ قرآن نے اس کے لئے ذات کا لفظ استعمال نہیں کیا، اسے نفس سے تعبیر کیا ہے۔ لغات القرآن سے (ن۔ ف۔ س) کا عنوان پیشِ خدمت قارئین ہے۔ (مدیر)

صاحب تاج العروس نے لکھا ہے کہ نَفْسٌ کے بہت سے معنی ہیں۔ منجملہ ان کے یہ لفظ انسانی شخصیت کے ظاہری اور باطنی پہلوؤں کے مجموعہ پر بولا جاتا ہے۔ نیز وہ توانائی جس سے تمیز کی صلاحیت (شعور اور احساس کی قوت) پیدا ہوتی ہے۔ عقل علم اور قلب کے معنوں میں بھی آتا ہے (تاج و ابن فارس۔ تاج و لسان العرب)۔ اور عَیْنُ الشَّیْءِ کے معنوں میں بھی۔ جیسے جَاءَنِی الْمَلِکُ بِنَفْسِہٖ بادشاہ میرے پاس بنفس نفیس آیا۔ نیز عظمت اور بڑائی، ہمت، غیرت، ارادہ اور عقوبت (سزا) کے معنوں میں بھی۔ نیز نَفْسٌ کے معنی بھائی بند کے بھی ہوتے ہیں (تاج و ابن فارس۔ تاج و لسان العرب)۔ اس کے علاوہ خون کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ، نِفَاسٌ اس خون کو کہتے ہیں جو ولادت کے بعد عورتوں کو آتا ہے (تاج و ابن فارس۔ تاج و لسان العرب)۔ خود ولادت (عورت کے بچہ جننے) کے معنوں میں بھی یہ لفظ آتا ہے۔ نفس سانس کو کہتے ہیں۔ اس کی جمع انفاس آتی ہے (تاج و ابن فارس۔ تاج و لسان العرب)۔ ابن فارس نے کہا ہے کہ اس مادہ کے بنیادی معنی ہلکی اور نرم ہوا کے نکلنے کے ہیں۔ نفس کے معنی وسعت اور کشادگی کے بھی ہیں۔ ایک کش اور گھونٹ کو بھی کہتے ہیں اور طویل چیز کو بھی۔ نَفِیْسٌ مالِ کثیر کو کہتے ہیں اور شَیْءٌ نَفِیْسٌ وہ عمدہ چیز جس کی طرف انسان لپک کر جائے۔ تَنَفَّسَ کے معنی ہیں سانس لینا۔ نیز تَنَفَّسَ الصُّبْحُ کے معنی ہیں صبح کا واضح اور روشن ہو جانا (81:18) نَافَسَ اور تَنَافَسَ کے معنی کسی اچھے کام میں ایک دوسرے سے بڑھ جانے کی کوشش کرنا ہیں۔ (83:26)

نیز اس کے معنی عندی (میرے پاس) کے بھی ہوتے ہیں۔ تاج العروس نے اس کی مثال کے لئے سورہ مائدہ کی آیت **تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَا اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِکَ** (5:116) لکھی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ (اے میرے رب) جو کچھ میرے دل میں ہے تو اسے جانتا ہے لیکن جو کچھ تیرے ہاں (پاس) ہے میں اسے نہیں جانتا۔

اس کے علاوہ اس کے معنی عقوبت (یا سزائے اعمال) کے بھی ہیں۔ مثلاً **وَ یُحَذِّرُکُمُ اللّٰہُ نَفْسَہٗ** (3:27) اس کا مطلب یہ نہیں کہ خدا تمہیں اپنے آپ سے یا اپنی ذات سے ڈراتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تمہیں اپنے قانون مکافات کی رو سے مرتب ہونے والے تباہ کن نتائج سے محتاط رہنے کی تاکید کرتا ہے (تاج و لسان العرب)۔

اَنْفُسٌ کے معنی بھائی بند بھی ہیں (2:84) اور خود اپنا آپ بھی (2:44) اس قسم کے مقامات میں یہ ان معانی میں

استعمال ہوتا ہے جن معنی میں انگریزی زبان میں مثلاً (Myself) یا (Yourself) یا (Himself) وغیرہ استعمال ہوتے ہیں۔

علاوہ بریں اس لفظ نفس کو قرآن کریم نے اس "شے" کے لئے بھی استعمال کیا ہے جسے ہم انسانی ذات (Human Personality) یا (اقبال کی اصطلاح میں) خودی (Self) یا انا (I-am-ness) کہتے ہیں۔ یہ مفہوم وضاحت طلب ہے۔

اگر یہ کہا جائے کہ دین کی اصل و بنیاد انسانی ذات کے اقرار پر استوار ہے تو اس میں قطعاً" مبالغہ نہیں ہو گا۔ دنیا میں اصولی طور پر دو قسم کے تصورات حیات پائے جاتے ہیں۔ ایک تصور حیات یہ ہے کہ انسانی زندگی محض طبیعی زندگی (Physical Life) ہے۔ انسان طبیعی قوانین کے مطابق زندہ رہتا ہے۔ انہی قوانین کے ماتحت اس کے جسم کی پرورش ہوتی ہے اور انہی قوانین کی رو سے یہ آخر الامر مر جاتا ہے۔ اور جب اس کے تنفس (سانس) کی آمد و رفت کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے تو اس کے ساتھ ہی اس فرد کا بھی خاتمہ ہو جاتا ہے۔ عصر حاضر کی زبان میں اسے مادی نظریہ حیات (Materialistic Concept of Life) کہتے ہیں۔ جسے عام طور پر "مغربی تہذیب" کہا جاتا ہے وہ اسی نظریہ حیات کی مظہر ہے۔ ظاہر ہے کہ اس نظریہ کی رو سے انسان کو نہ خدا پر ایمان لانے کی ضرورت پڑتی ہے نہ وحی کو تسلیم کرنے کی حاجت۔ اس نظریہ کے قائل اگر خدا کی ہستی کا اقرار بھی کریں گے تو (زیادہ سے زیادہ) اس حد تک کہ کائنات کو خدا نے پیدا کیا ہے اور یہ اس کے قوانین کے مطابق سرگرم عمل ہے۔ لیکن ظاہر ہے کہ خدا پر اس قسم کے ایمان سے انسانی زندگی پر کچھ اثر نہیں پڑتا۔ اگر ایک شخص کہتا ہے کہ اس کائنات کو خدا نے پیدا کیا ہے اور دوسرا کہتا ہے کہ نہیں! یہ یونہی اتفاقیہ طور پر وجود میں آگئی ہے' تو اس اقرار اور انکار سے ان کی زندگی پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم اس قسم کے ایمان کو ایمان ہی تسلیم نہیں کرتا۔ (دیکھئے مثلاً (29:61-64, 23:84-88, 31:25, 39:38, 43:9)۔ اسی طرح جو شخص یہ کہتا ہے کہ زندگی بس اس طبیعی زندگی کا نام ہے۔ موت سے انسان کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ تو اس کے نزدیک خیر اور شر کا معیار بھی خود ساختہ ہو جاتا ہے۔ خیر وہ جس سے اسے فائدہ پہنچے' یا زیادہ سے زیادہ' جسے معاشرہ (سوسائٹی) اچھا کہہ دے۔ اور شر وہ جس سے اسے نقصان پہنچے' یا جسے سوسائٹی معیوب سمجھے۔ اس کے نزدیک اس کے اپنے فیصلوں یا معاشرہ کے متعین کردہ قوانین و ضوابط سے بالا کوئی قانون نہیں ہو سکتا۔ اس کی زندگی کا مقصد اپنے جذبات کی تسکین ہوتا ہے' اور بس۔ قرآن کریم اسے کفر کی زندگی قرار دیتا ہے۔ سورۃ الجاثیہ میں ہے۔ **اَفَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰهُ** کیا تم نے اس شخص کی حالت پر بھی غور کیا جو اپنے جذبات ہی کو اپنا الٰہ بنا لیتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ **وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰی عِلْمٍ** وہ قانون خداوندی کے مطابق' اپنے علم کے باوجود غلط روش زندگی پر چلتا ہے۔ **وَخَتَمَ عَلٰی سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰی بَصَرِهٖ غِشٰوَةً** اور جذبات پرستی کا طوفان اس کے کان اور دل پر مہر لگا دیتا ہے اور اس کی آنکھوں پر پردے پڑ جاتے ہیں۔ **فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْ بَعْدِ اللّٰهِ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ** (45:23)۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جو شخص خدا کے مقرر کردہ قانون کے مطابق اس حالت تک پہنچ جائے' اس کی صحیح راستے کی طرف بجز خدا کے قانون کے اور کون راہ نمائی کر سکتا ہے۔ سو کیا تم ایسے شخص کی حالت دیکھ کر نصیحت حاصل نہیں کرتے۔ یہ وہ لوگ ہیں **وَقَالُوْا مَا هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا اِلَّا الدَّهْرُ**۔ جو کہتے ہیں کہ زندگی بس اسی دنیا کی زندگی ہے۔ ہم (قوانین طبیعی کے مطابق) مرتے ہیں اور جیتے ہیں۔ اور مرور زمانہ (وقت) ہمیں ہلاک کر دیتا ہے۔ **وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ** (45:24) انہیں حقیقت حال کا کچھ علم نہیں ہوتا۔ یہ محض ظن و قیاس سے کام لے کر اس قسم کا تصور قائم کر لیتے ہیں۔

قرآن کریم اس زندگی کو حیوانی سطح زندگی قرار دیتا ہے۔ **وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا یَتَمَتَّعُوْنَ وَ یَاْکُلُوْنَ کَمَا تَاْکُلُ الْاَنْعَامُ** (47:12)۔ جو لوگ (بلند سطح زندگی سے) انکار کرتے ہیں وہ حیوانوں کی طرح کھاتے' پیتے اور سامان زیست سے فائدے اٹھاتے (اور پھر مرجاتے) ہیں۔

اس کے برعکس' دوسرا تصور زندگی یہ ہے کہ انسانی زندگی صرف اس کے جسم کی زندگی نہیں۔ جسم کے علاوہ انسان میں ایک اور "شے" بھی ہے جسے اس کی ذات' یا نفس کہتے ہیں۔ یہ قوانین طبیعی کے ماتحت نہیں ہوتی۔ نہ ہی جسم کی موت سے اس کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ اس سے انسان مرنے کے بعد بھی زندہ رہتا ہے۔ اگر اس کی مناسب نشوونما کی جائے تو انسان کی موجودہ زندگی بھی خوشگوار اور سرسبز و شاداب ہوتی ہے اور مرنے کے بعد' وہ زندگی کے مزید ارتقائی منازل طے کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ انسانی ذات کی نشوونما ان قوانین کی رو سے ہوتی ہے جو خدا کی طرف سے' حضرات انبیاء کرامؑ کی وساطت سے بذریعہ وحی ملتے ہیں (اور جو اب قرآن کریم کے اندر محفوظ ہیں) اس سے آپ نے دیکھ لیا کہ انسانی ذات پر ایمان" اور خدا' وحی' نبوت اور آخرت پر ایمان کس طرح لازم و ملزوم ہیں۔

"انسانی ذات کیا ہے" یہ نہ بتایا جا سکتا ہے نہ سمجھا جا سکتا ہے۔ اس لئے کہ یہ کوئی مادی شے نہیں۔ انسانی ذات کا مظاہرہ اس کے اختیار و ارادہ سے ہوتا ہے۔ اس لئے ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ یہ ایک ایسی غیرمادی "شے" ہے جو اختیار و ارادہ کی حامل ہے۔ اختیار و ارادہ (بصورت مطلق اور کلی خدا کو حاصل ہے اور اس کا عطا کردہ' (محدود شکل میں) انسان کو حاصل ہے۔ اس کے سوا کائنات میں کسی اور کو اختیار حاصل نہیں۔ اسی لئے اسے خدا نے "روحنا" کہہ کر پکارا ہے۔ یعنی الوہیاتی توانائی (Divine Energy) (دیکھئے ...)۔ اگر انسان' قوانین خداوندی کا اتباع کرے تو (بہشت کے اندر) صفات خداوندی منعکس ہوتی جاتی ہیں۔ اسی کو اس کی ذات کی نشوونما کہتے ہیں۔ واضح رہے کہ انسانی ذات' ذات خداوندی کا جزو نہیں۔ ذات (وہ خدا کی ہو یا انسان کی) ایک غیر منقسم وحدت (Indivisible Whole) ہوتی ہے جس کے حصے بخرے ہو نہیں سکتے۔

چونکہ انسان کے ہر عمل کی بنیاد اس کے ارادہ پر ہوتی ہے' اس لئے اس کے ہر عمل کا اثر اس کی ذات پر مرتب ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ اس کے دل میں گذرنے والے خیالات اور نگاہ کی خیانت تک کا بھی (40:19)۔ یہی اس کا "اعمال نامہ" ہے جو اس کی گردن میں لٹکا رہتا ہے۔ (17:13)۔ اسی کو وہ ظہور نتائج کے وقت پڑھے گا۔ **اِقْرَاْ كِتَابَكَ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا** (17:14)۔ "تو آج اپنی کتاب پڑھ۔ آج تیرا نفس خود تیرا حساب لینے کے لئے کافی ہے"۔ (نیز (75:14-15) اسی سے انسانی ذات کی انفرادیت (Individuality) ثبت ہوتی ہے (19:95, 6:95) یعنی ہر انسانی ذات منفرد (Unique) ہوتی ہے اور اس کے ہر عمل کا اثر اس کے اپنے اوپر ہوتا ہے۔ کوئی دوسرا اس میں شریک نہیں ہو سکتا۔ **وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَيْهَا وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى** (6:165)۔ ہر نفس کو اپنے اعمال کا خمیازہ خود بھگتنا پڑتا ہے۔ کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا۔ (اس ضمن میں حسب ذیل آیات بھی دیکھئے۔ (29:6, 27:92, 17:15, 17:7, 10:108, 6:105, 39:7, 35:18) نیز (45:15, 41:46, 39:41, 35:18, 31:12, 30:44, 53:38,)۔ جب اتباع قوانین خداوندی سے انسانی ذات کی نشوونما ہوتی ہے تو (جیسا کہ پہلے کہا جا چکا ہے) اس میں زندگی کے مزید ارتقائی منازل طے کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے۔ اسے مرنے کے بعد جنت کی زندگی کہتے ہیں۔ لیکن جس ذات کی نشوونما نہیں ہوتی' وہ آگے بڑھنے سے رک جاتی ہے۔ یہ جہنم یا جحیم کی زندگی ہے۔ (دیکھئے عنوانات (ج-ن-ن)' (ج-ح-م)' (جہنم))۔ یوں تو انسانی ذات کی نشوونما کے لئے پورے کے پورے ضابطہ قرآنی کا اتباع ضروری ہے (اور یہ اتباع قرآنی معاشرہ کا جزو ہی کہا جا سکتا ہے) لیکن قرآن کریم نے اس باب

میں ایک بنیادی نکتہ بیان کیا ہے جو بڑا اہم ہے۔ انسانی جسم کی پرورش ہر اس شے سے ہوتی ہے جسے وہ فرد خود کھاتا (یا لیتا) ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ میں کھانا کھاؤں اور آپ کے جسم کی پرورش ہوتی جائے۔ اس کے برعکس انسانی ذات کی نشوونما ہر اس چیز سے ہوتی ہے جسے ہم دوسروں کی نشوونما کے لئے دیں۔ **وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّى** (92:16)۔ جہنم سے اسے بچایا جاتا ہے جو اپنے مال کو (یا جو کچھ اس کے پاس ہے اسے) اپنی نشوونما کے لئے دیتا ہے۔ تقویٰ شعار بھی وہی ہوتا ہے جو "دیتا" ہے۔ **مَنْ أَعْطَىٰ وَاتَّقَىٰ** (92:6)۔ "جو دیتا ہے اور (اس طرح) تقویٰ اختیار کرتا ہے"۔ (نیز دیکھئے (64:16, 59:9)۔

یاد رہے کہ انسانی ذات، ایک ملکہ، صلاحیت، استعداد، یا امکانی قوت ہے جو بجائے خویش نہ خیر ہے نہ شر۔ دوسری ہر قوت کی طرح، اس کا استعمال اسے خیر یا شر بنا دیتا ہے۔ جب انسان اسے انسانیت کی بلند اقدار (Higher Values) کے تحفظ اور استحکام کے لئے عمل میں لاتا ہے، تو یہ خیر کا موجب بن جاتی ہے (اسی سے اس کی نشوونما ہوتی ہے) اور جب انسان اپنے اختیار و ارادہ کو، پست مفاد خویش کی خاطر استعمال کرتا ہے۔ (جس میں بلند اقدار کو پس پشت ڈال دیا جاتا ہے) تو یہ شر کا مظہر بن جاتی ہے۔ اس صورت میں (محض تمیز کی خاطر) ہم انسانی ذات کو ایغو (Ego) سے تعبیر کرتے ہیں۔ ایغو، حیوانی سطح زندگی پر ہوتا ہے اور ذات، انسانی سطح زندگی پر۔ جب انسانی جذبات (Emotions) ایغو کے تابع چلتے ہیں تو قرآن کریم انہیں "هوىٰ" کی اصطلاح سے تعبیر کرتا ہے۔ (اس مادہ میں "پستی" کا مفہوم ہوتا ہے۔ دیکھئے عنوان (ھ- و- ی) اور جب عقل (Intellect) ایغو کی خادمہ بنتی ہے تو مکر و فن کہلاتی ہے۔ اس کے برعکس جب جذبات انسانی ذات کے ماتحت رہتے ہیں تو بلند ترین جوہر انسانیت بن جاتے ہیں اور جب عقل، انسانی ذات کے تابع فرمان رہتی ہے تو انسانی زندگی اور معاشرہ جنت بداماں ہو جاتا ہے (اقبال اول الذکر عقل کو، عقل خودبیں اور ثانی الذکر کو عقل جہاں بیں، یا خرد" ادب خوردہ دل" کہہ کر پکارتا ہے)۔

جب ایغو کسی مستقل قدر کو پس پشت ڈال کر، پست مفاد کی طرف جاتا ہے تو اسے عام طور پر "نفس امارہ" کہا جاتا ہے۔ یہ اصطلاح قرآن کریم کی اس آیت سے لی گئی ہے جس میں اس نے، عزیز مصر کی بیوی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ **إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ** (12:53)۔ یقیناً نفس، برائی کا حکم دیتا رہتا ہے۔ اس کے معنی یہ نہیں کہ نفس انسانی ہے ہی برائی کا حکم دینے والا۔ بالکل نہیں۔ یہ ایغو کے متعلق کہا گیا ہے۔ چنانچہ اس کے بعد ہے **إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيٓ** (12:53)۔ بجز اس کے جس پر خدا کی رحمت ہو۔ یہ نفس کی وہ سطح ہو گی جسے ہم نے "انسانی ذات" سے تعبیر کیا ہے۔

بعض اوقات نفس انسانی کی یہ کیفیت بھی ہوتی ہے کہ جب اس سے کوئی برائی سرزد ہو جائے تو اس کے بعد اس میں احساس ندامت بیدار ہو جاتا ہے۔ یہ درحقیقت، ایغو اور ذات میں ایک قسم کی کشمکش کی حالت ہوتی ہے اسے قرآن کریم نے نفس لوّامہ کہا ہے (75:2)۔ یعنی "ملامت کرنے والا نفس"۔ اس سلسلہ میں اتنا سمجھ لینا ضروری ہے کہ انسانی ذات میں اس کی استعداد نہیں کہ وہ خیر اور شر میں خود تمیز کر سکے۔ خیر اور شر کی تمیز صرف وحی کی رو سے ہو سکتی ہے۔ نفس لوّامہ اسی بات پر ملامت کرے گا جسے وہ معیوب سمجھتا ہے۔ لیکن یہ ضروری نہیں کہ جس بات کو وہ معیوب سمجھتا ہے وہ درحقیقت معیوب ہو، اور جسے وہ محمود قرار دیتا ہی وہ درحقیقت ممدوح ہو۔ (تفصیل اس اجمال کی (ل- ھ- م) اور (ف- ط- ر) کے عنوانات میں ملے گی)۔

جب انسان، خالص قوانین خداوندی کا اتباع کرتا ہے، تو ایغو اور ذات کی کشمکش ختم ہو جاتی ہے۔ ذات پست جاذبیتوں پر غالب آجاتی ہے۔ (39:29)۔ اسے قرآن کریم نے نفس مطمئنہ سے تعبیر کیا ہے۔ (89:27)۔ جس کی زندگی جنت کی زندگی ہے (89:29)۔ اسے عصر حاضر کی علم النفس کی زبان میں (Integrated Personality) کہا جائے گا۔ اس کے برعکس (Disintegrated Personality) ہو گی۔ قرآن کریم نے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایم۔ اے۔ جاوید (برمنگھم)

سرابِ جمہوریت

ہم مسلمان یا تو کور چشم ہیں یا پھر عقل و فکر سے عاری' خاص کر ہمارے اہل علم و دانشور اور سیاستدان۔ کتاب اللہ (قرآن کریم) کے بے مثال ضابطہ حیات کا روشن راستہ خوشحالی اور قوت و سطوت کے لئے اللہ سبحانہ' تعالیٰ کی ضمانت کے ساتھ سامنے ہے لیکن ہم چمگادڑ کی طرح آنکھیں بند کئے ہوئے اندھیروں میں ٹامک ٹوئیاں مار رہے ہیں۔ اغیار کے افکار و تخیل کی گدائی اور ان کے طرز زندگی کی نقالی کر کے اپنی ذات کو نکما اور بے کار بنا رہے ہیں۔ لیکن پھر بھی ان کی نقالی نہیں کرپاتے کیونکہ نقل کیلئے بھی عقل کے ساتھ احساس ذمہ داری' قومی شعور اور جذبہ حب الوطنی اور ان کے لئے فلاح و بہبود کی مخلصانہ کوششوں سے بہرور ہونا لازمی ہے۔ لیکن بدقسمتی سے ہم مسلمان ان جواہر کردار سے تہی دامن ہیں۔

اہل مغرب نے دانشور اور سیاستدان ہونے کا معیار جمہوریت مقرر کر رکھا ہے کہ جو کوئی جمہوریت کے نعرے لگائے گا وہ دانشور کہلائے گا اور بڑا پکا سیاستدان ہو گا۔ ہم مسلمانوں نے دیکھا کہ یہ تو دانشور اور سیاستدان بننے کا بڑا آسان نسخہ ہے' نہ ہینگ لگے نہ پھٹکڑی اور رنگ بھی چوکھا چڑھے؟۔ اس لئے کیوں نہ جمہوریت کے نعرے لگا کر دانشور اور سیاستدان کہلایا جائے۔ اب پاکستان میں ہر خاص و عام فرد جمہوریت کے نعرے لگا رہا ہے اور خود اپنے تک سے بے خبر ہے کہ وہ کہاں اور کس راستہ پر جا رہا ہے۔

دنیا کا کوئی بھی ملک ہو' وہاں کے باشندوں کی اکثریت یعنی جمہور نیم تعلیم یافتہ یا غیر تعلیم یافتہ ہوتے ہیں لہذا ملک و قوم کا کاروبار چلانے کی صلاحیت سے تہی دامن اور [illegible] کوائف سے ناآشنا ہوتے ہیں۔ وہ لوگ جو تعلیم یافتہ [illegible] قوم کا کاروبار چلانے کی صلاحیت و قابلیت کے حامل [illegible] بہت تھوڑے اور اقلیت میں ہوتے ہیں' اس لئے [illegible] جمہور ملک کا کاروبار نہیں چلا سکتے بلکہ یہ کام وہاں [illegible] سرانجام دیتی ہے اس لئے یہ کہنا کہ جمہوری نظام [illegible] حکومت ہے یہ خود فریبی اور سرابِ جمہوریت [illegible] نہیں۔ کہا جائے گا کہ جمہور تو باصلاحیت نمائندوں [illegible] کرتے ہیں جو نظام مملکت چلاتے ہیں۔ بات تو پھر و[illegible] جو لوگ خود ملکی کاروبار چلانے کے طریق اور حال و [illegible] بے خبر ہوں وہ بھلا باصلاحیت نمائندوں کا انتخاب کی[illegible] ہیں؟ باصلاحیت نمائندوں کا انتخاب بھی تو تعلیم یافتہ لو[illegible] سکتے ہیں۔ پھر کہا جائے گا کہ یورپ میں جمہوری نظام [illegible] پر باصلاحیت نمائندوں کا انتخاب جمہور ہی کرتے ہیں [illegible] جمہور ہی کرتے ہیں۔ لیکن وہاں جمہور الیکشن میں انفر[illegible] نام کو ووٹ نہیں دیتے بلکہ پارٹی کے نام کو ووٹ دیـ[illegible] یورپ کی سیاسی پارٹیاں باصلاحیت' قومی شعور رکھنے [illegible] احساس ذمہ داری کے حامل افراد پر مشتمل ہوتی ہیں ا[illegible] اپنے میں اعلیٰ صلاحیتوں کے حامل افراد کو ملک [illegible] نمائندگی کے لئے منتخب کرتی ہے۔ ہمارے پاکستان [illegible] پارٹیوں کی طرح نہیں جو سرمایہ داروں اور جاگیردارو[illegible] کار اور نکمے انگوٹھا چھاپ افراد پر مشتمل ہیں۔ تو پھ[illegible] قوم و ملک کا کاروبار جیسا چلے گا کہ از مغز دو صد خر [illegible]

میں لاقانونیت میں ظاہر ہے کہ لوگوں کا
نہ جان، عورتوں کی آبرو کے سر بازار بکنے
ہیں کیونکہ یہ جمہوریت ہے، اس کے معنی ہیں
چاہے کرے، ہر اک انسان جمہوریت میں حیوانوں
ہوتا ہے اس لئے پاکستان کی جمہوریت برابر ہے،
راج کے، حکیم الامت علامہ محمد اقبال نے
از طرز جمہوری غلام پختہ کارے شو، کیونکہ جمہور
پختہ کار ہوتا ہے اور اگر ناپختہ افکار آزاد بھی

افکار سے ہے ان کی تباہی
نہیں جو فکر و تدبر کا سلیقہ
اگر خام تو آزادئی افکار
کو حیوان بنانے کا طریقہ

روز روشن کی طرح ظاہر ہے۔
عجیب بات یہ ہے کہ پھر بھی پاکستان کے دانشور اور
جمہوریت کے نغمے گا رہے ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں
سے لیکر جمہوریت تک زندگی کے کسی ایک
کوئی خوبی نہیں ہے جسے دنیا کے سامنے پیش کیا جا
برائی نہیں جو پاکستان کے لوگوں میں موجود
شک نہیں کہ پاکستان کے لوگ نہایت ذہین و
بقول علامہ اقبال۔

تا سزا لشکریاں شکستہ صف
تیر کش جس کا نہ ہو کوئی ہدف
میں کوئی جوہر زندگی نہیں
موج موج دیکھ چکا صدف صدف

کی راہبری نااہل امیر کرتے رہے ہیں بایں
وقت برائیوں کی طرف رخ موڑ گئی۔ اگر
قلب و نظر کا حامل سزا وار میر ہوتا وہ
تعلیم خود آگہی اور جدید سائنسی و فنی تعلیم
کرتا اور اس عبوری دور میں قارونوں کی

جاگیرداریاں ختم کرتا اور ایک قوم مسلم میں مذہبی اور سیاسی پارٹیوں کے شرک کو جرم عظیم قرار دیتا اور ان کے ارتکاب کرنے والوں کو مشرک قرار دیکر قوم مسلم سے خارج کرتا۔ کیونکہ ایک قوم مسلم میں پارٹیاں اور فرقے پیدا کرنا شرک کا جرم عظیم ہے کہ اس کے مرتکب امت مسلمہ سے خارج ہو جاتے ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ قوم میں گروہ بندی، فرقہ بندی شرک ہے 30:31-32- تفرقہ اللہ وحدہ، لا شریک کا عذاب ہے 3:104، تفرقہ میں ہر قسم کی گروہ بندی شامل ہے 28:4، کوئی کام بظاہر کتنا ہی نیک کیوں نہ ہو اگر اس سے امت میں تفرقہ پیدا ہوتا ہے تو وہ جرم عظیم قرار پاتا ہے 9:107-109- رسول اللہ سے کہہ دیا گیا تھا کہ فرقے پیدا کرنے والوں سے تمہارا کوئی تعلق نہیں یعنی وہ امت محمدیہؐ سے خارج ہیں 6:160- ظاہر ہے پاکستان میں مذہبی اور سیاسی پارٹیاں کس زمرہ میں آتی ہیں۔ رب کائنات نے اس جرم عظیم کے تعلق سے اپنے انبیاء علیہم السلام حضرت موسیٰؑ اور ہارونؑ کا قصہ قرآن کریم میں دیا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام صحرائے سینا میں اپنی قوم بنی اسرائیل کو اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کی نگرانی میں دے کر چالیس دن کے لئے کوہ طور پر چلے گئے۔ ان کے بعد ایسا ہوا کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص سنار تھا جس کا نام سامری تھا۔ اس نے لوگوں سے سونا اکٹھا کر کے اس کو پگھلا کر بچھڑے کی شکل دیدی اور اس میں ہوا کے دخول و خروج کے لئے ایسا بندوبست کیا کہ جب اس میں ہوا داخل ہو کر خارج ہوتی تھی تو بچھڑے ایسی آواز پیدا ہوتی تھی۔ چونکہ اس زمانہ میں انسانی عقل ابھی عجائبات کے علت و معلول سمجھنے کے اہل نہ تھی (استثناء شاذو نادر) اس لئے سامری کے بچھڑے کی پرستش کے لئے سامری سے ساری قوم بنی اسرائیل جا ملی۔

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور سے واپس آئے تو حضرت ہارون علیہ السلام سے غصے میں پوچھا کہ تم نے قوم کو روکا کیوں نہیں؟ انہوں نے کہا کہ اس خوف کی وجہ سے کہ اگر قوم کو سختی سے روکا تو قوم میں دوئی یعنی فرقہ پیدا ہو جائے گا

یعنی کچھ لوگ ان کی طرف رہ جائیں گے اور کچھ سامری کی طرف چلے جائیں گے جو کہ شرک کا جرم عظیم ہو گا لہٰذا جرم عظیم سے اجتناب کرتے ہوئے احتیاط سے کام لیا۔ 20:83-94'
7:150

علامہ اقبالؒ نے فرمایا تھا۔

ہوئی دین و دنیا میں جس دم جدائی
ہوس کی امیری' ہوس کی وزیری
دوئی ملک و دیں کے لئے نا مرادی
دوئی چشم تہذیب کی نا بصیری
یہ اعجاز ہے ایک صحرا نشیں کا
بشیری ہے آئینہ دار نذیری

پاکستان میں منافقت در منافقت اور شرک در شرک کا نتیجہ سامنے ہے کہ 52 سال سے وہاں خاک اڑ رہی ہے وہاں کا قانون لا قانونیت ہے۔ کوئی بھی فرد قانون کا احترام نہیں کرتا اور نقل کر رہے ہیں یورپ کے نظام جمہوریت کی۔ یورپ تو جمہوریت سے قانون کے احترام کی وجہ سے فائدہ اٹھا رہا ہے۔ اہل یورپ اور پاکستان کے لوگوں میں قانون کے احترام کے فرق کو آیئے ایک مثال سے سمجھیں۔ رات کے ایک یا ڈیڑھ بجے کا وقت ہے روڈز سنسان ہیں ایک انگریز کار میں محو سفر ہے' روڈ میں ٹریفک لائٹس آگئیں' سگنل سرخ تھا' اس انگریز نے کار روک لی حالانکہ اس وقت روڈ بالکل سنسان تھا' کوئی اسے دیکھ نہیں رہا تھا۔ جب گرین سگنل ہوا تو وہ پھر محو سفر ہو گیا۔ اگر انگریز کی بجائے کوئی پاکستانی ہوتا تو وہ کار کبھی نہ روکتا' کہ اس وقت کون دیکھ رہا ہے۔ یہ تو رات کے ایک بجے کی بات ہے' دن کے وقت بھی پاکستان میں سرخ لائٹس پر کار نہیں روکتے' چشم دید واقعہ ہے' اور اگر کسی پولیس مین نے کسی کو سرخ لائٹس سے گذرتے دیکھ لیا اور اسے روکا گیا تو وہ پولیس کو رشوت دیکر چلا جائے گا۔ یہ صرف ٹریفک کے قانون کی بات ہے' وہاں تو تمام قوانین کے ساتھ یہی کچھ ہوتا ہے۔

اور یہ تو عام لوگوں کی بات تھی لیکن جس ملک کا وزیراعظم بھی قانون کا احترام نہ کرتا ہو تو اس ملک کی لاقانونیت میں کیا شک رہ جاتا ہے' مثال کے طور پر سچا واقعہ حاضر ہے۔ یہ واقعہ جنرل گل حسن نے ذوالفقار علی بھٹو کو سنایا: کہتے ہیں میں اور بھٹو ایک ہی گاڑی میں چینی سفیر کی رہائش گاہ کی طرف جا رہے تھے۔ راستے میں قائداعظمؒ کا ذکر چل نکلا تو بھٹو نے مجھ سے پوچھا گل! تم قائداعظمؒ کے اے ڈی سی رہے ہو' تمہیں قائد کے کس طرز زندگی نے زیادہ متاثر کیا؟ میں نے اس کے جواب میں بھٹو کو ایک واقعہ سنایا۔ میں نے اسے بتایا قائد روزانہ مس فاطمہ جناح کے ساتھ شام کو سیر کیلئے جاتے تھے۔ میں ان کے ہمراہ ہوتا تھا۔ ایک روز سیر کے بعد جب ہم لوٹے تو ہمیں راستے میں ملیر کا ریلوے پھاٹک بند ملا۔ ہماری گاڑی رک گئی میں نے نیچے اتر کر دیکھا' ریل گاڑی ابھی بہت دور تھی۔ میں گیٹ کیپر کے پاس گیا اور اسے قائداعظمؒ کا بتا کر پھاٹک کھلوا دیا۔ میں گاڑی کی طرف لوٹا تو قائداعظمؒ کا چہرہ غصے سے سرخ تھا۔ انہوں نے مجھے دیکھتے ہی کہا فوراً جاؤ اور جا کر پھاٹک بند کراؤ' میں نے ان کا حکم سنتے ہی تعمیل کرا دی۔ واپس آیا تو قائد نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا گل اگر میں خود قانون کا احترام نہیں کروں گا تو دوسروں سے اس کی توقع کیسے رکھوں گا۔ ابھی بھٹو کو میں یہ واقعہ سنا ہی رہا تھا کہ مری روڈ کا سگنل سرخ ہو گیا۔ ہمارے ڈرائیور نے گاڑی روک دی۔ بھٹو نے ڈرائیور کو غصے سے دیکھ کر کہا چلے چلو! مجھے کوئی نہیں روک سکتا۔ ڈرائیور نے حکم کی تعمیل میں سگنل توڑ دیا۔ بھٹو نے میری طرف دیکھا اور میرا گھٹنا دبا کر بولا (یہ فقرہ مرحوم کی کتاب میں شامل نہیں) گل قائد ایک آئیڈیل انسان تھے۔ کیا تمہارا خیال نہیں؟ میں نے پیچھے مڑ کر سگنل کی طرف دیکھا اور پھر بھٹو کی تائید میں سر ہلا کر کہا: ہاں وہ آئیڈیل تھے؟ (زیرو پوائنٹ۔ جاوید چوہدری۔ روزنامہ جنگ)

ہندوستان کی تحریک آزادی کے دوران مسٹر گاندھی لوگوں کو انگریزوں کے خلاف ہنگامہ آرائی پر ابھار رہے تھے قائداعظمؒ نے کہا تھا "مسٹر گاندھی لوگوں کو قانون کا احترام سکھاؤ"۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ر حسین، چنیوٹ

حسبنا کتاب اللہ

انسانی زندگی میں کبھی کوئی لمحہ ایسا بھی آتا ہے کہ اس ۔۔ کی سوچ کے زاویے ہی بدل جاتے ہیں۔ پھر اس میں کچھ ۔۔ ہو جاتے ہیں اور گمراہی کے اندھیروں میں بھٹکتے رہتے ہیں ۔۔ کچھ حق کی تلاش میں سرگرداں دکھائی دیتے ہیں۔ میرے ۔۔تے بھی کچھ ایسا ہی لمحہ آیا۔ میں کوئی دانشور ادیب یا عالم ۔۔ نہیں ہوں۔ شاید اسی لئے اس معمولی سے واقعہ نے مجھے ۔۔ چین کر کے رکھ دیا۔ کافی عرصہ سرگرداں رہنے کے بعد میں ۔۔تے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ سچائی کا راستہ صرف اور صرف ۔۔ ہی ہے۔ جس کی بابت خود اللہ کریم نے ارشاد فرمایا ہے۔ ۔۔لنا الیکم نورا مبینا ○ "اور ہم نے جگمگاتا نور تمہاری ۔۔ تارا" (سورۃ النساء 174)

۔۔ ان دنوں جاپان میں تھا۔ خلیج کی جنگ تقریباً ختم ہو ۔۔تھی۔ عراق میں شیعہ سنی کے فسادات شروع کرا دیئے گئے ۔۔ جاپانی ٹی وی چونکہ امریکہ اس سے جو چاہتا ہے کہلواتا ہے ۔۔ کے خلاف خوب پراپیگنڈہ کر رہا تھا۔ لنچ ٹائم تھا میں اپنے ۔۔ی مالک کے ساتھ ٹی۔ وی دیکھ رہا تھا۔ مجھ سے جاپانی ۔۔ کہ شیعہ اور سنی میں مسلمان کون ہے اور غیر مسلم ۔۔ اب کوئی فرقہ پرست ہوتا تو اس کے لئے تو جواب ۔۔ تھا مگر میرے پاس اس کی اس بات کا جواب نہیں ۔۔ سلمان رشدی کی کتاب کا بھی بہت شور اٹھا ہوا ۔۔ کی یونیورسٹی کے ایک پروفیسر نے سلمان رشدی کی ۔۔ زبان میں ترجمہ کیا تھا غیر قانونی ہونے کے باوجود ۔۔ نے پرامن مظاہرہ کیا، یار لوگ بھی اس ہنگامہ آرائی میں شامل تھے۔ جاپان کے نیشنل ٹی۔ وی نے اس مذکورہ پروفیسر کے ساتھ مسلمانوں کا مذاکرہ رکھ لیا۔ ایرانی، بنگلہ دیشی اور پاکستانی مسلمان اس مذاکرہ میں شریک ہوئے، بحث یا مذاکرہ ابھی شروع ہی ہوا، پروگرام لائیو (Live) تھا، پروفیسر نے سلمان رشدی کی کتاب کا حوالہ دیکر یہ کہا کہ میں نے اپنی طرف سے اس کتاب میں کچھ نہیں لکھا میں نے تو مسلم تاریخ و روایات سے حوالے اخذ کئے ہیں۔

اس سوال کے جواب میں شائد ہمارے بھائیوں کے پاس کوئی جواب نہیں تھا یا کوئی علمی دلیل نہیں تھی۔ ایک مسلم بھائی اٹھا اس کے پاس اور تو کوئی ہتھیار نہ تھا۔ مائیک اٹھا کر پروفیسر کے سر پر دے مارا اور گتھم گتھا ہو گیا۔ مذاکرہ تو ختم ہو گیا دوسرے روز اخبارات نے عجیب و غریب کارٹون بنائے جن کے مفہوم یہ تھے کہ دنیا میں صرف مسلمانوں کو رہنے کا حق ہے اور کسی مذہب کو نہیں۔

ہم بقول علامہ صاحب موروثی نام نہاد مسلمان علم و فکر سے عاری یا گالی دے سکتے ہیں یا مار پیٹ اور قتل کر سکتے ہیں۔ مساجد اور عبادت گاہوں میں مولوی صاحبان کے خود ساختہ قصے کہانیاں سن کر جذبات میں نعرے لگاتے ہوئے کبھی مساجد میں اور کبھی دوسرے فرقوں کی عبادت گاہوں میں عبادت میں مصروف انسانوں کا خون بہاتے ہیں۔ اور اس کو ہم اپنی نجات سمجھتے ہیں۔ سوچوں سوچوں میں پاکستان آگیا اور میں نے دیکھا کہ میں جب بھی کسی اجتماعی محفل میں جاتا وہ محفل کسی نکاح کی ہوتی۔ رسم قل یا چالیسویں کے ختم کی، محفل شبینہ،

محفل شب بیداری، محفل ذکر حسینؓ، دستار بندی، ختم آمین ہوتی یا دورہ حدیث وہاں کے مہمان خصوصی پیر و قلندر ہوں یا مولوی، علامہ، ذاکرین ہوں یا قاری اور اس کے علاوہ بھی مساجد میں سبز نسواری پگڑیوں والے ہوں یا کوئی اور تحریک یا جماعت والے آخر میں ایک ہی دعا کریں گے کہ اے اللہ ہم کو قرآن و سنت پر عمل پیرا ہونے کی استطاعت فرما اور ہمیں اسوہ حسنہ پر چلنے کی توفیق عطا کر اور حکومت وقت سے یہ مطالبہ کریں گے کہ وہ پاکستان میں قرآن و سنت کا قانون لاگو کرے اور پھر دعا کریں گے کہ اے اللہ کریم تفرقہ بازی سے ہمیں نجات دے اور فرقہ بندی کی آگ اور لعنت سے ہمیں محفوظ رکھ اور آخر میں یہ مطالبہ دہرائیں گے کہ ہمارے سوا پاکستان میں تمام فرقوں کو اقلیت قرار دیا جائے۔

میں سوچتا ہوں یہ اپنے ناموں کے ساتھ کیسے کیسے القاب لگاتے ہیں۔ عالم بے عمل، انسانیت کے لئے آلام ہیں۔ یہ صرف اور صرف اپنے مفادات کی خاطر خود ہی فرقے بنائے جا رہے ہیں۔ اپنے علاوہ دوسرے تمام لوگوں کو کافر کہتے ہیں۔ مملکت خداداد کو جہنم بنا دیا ہے۔ انسانوں کے دلوں میں نفرتوں کے بیج بو دیئے ہیں۔ کھانے کی میز پر اکٹھے ہو جاتے ہیں مگر نماز، روزہ الگ الگ کرتے ہیں۔

اپنی ان سوچوں کو جاپان لایا تو وہ جاپانی پروفیسر قتل ہو چکا تھا۔ ہم سب خوش تھے کہ چلو ایک اور شاتم رسولؐ واصل جہنم ہوا۔ مگر اس وقت تک کئی راج پال، سلمانؔ رشدی اور تسلیمہ نسرین جیسے لوگ لکھتے رہیں گے جب تک ہم نے حضرت عمر فاروقؓ کا یہ قول نہ اپنایا "حسبنا کتاب اللّٰہ"۔ دین کی اصل بنیاد یقین پر ہوتی ہے۔ جس پر اس کی عمارت اٹھتی ہے۔ کاش ہمارا یقین ہوتا کہ بلا شک و شبہ قرآن ہی ہمارے لئے راہ نجات ہے اور تنہا انسانی عقل مسائل حیات کا صحیح حل پیش نہیں کر سکتی اور اسی لئے خداوند کریم نے اپنی رحمت کاملہ سے نوع انسانی کی مسلسل راہنمائی انبیاء کرامؑ کی وساطت سے بذریعہ وحی الٰہی فرمائی ہے۔ حضور اکرم ﷺ کو نبی آخرالزماں ﷺ بنایا اور انہیں آخری اور محکم کتاب قرآن حکیم سے نوازا اور دین اسلام کو مکمل کر دیا۔

آنحضور ﷺ کی زبان مبارک سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ فرما دیا۔

قل ای شی اکبر شہادۃ قل اللہ شہید بینی و بینکم و احی الی ھذا القران لا نذر کم بہ و من بلغ○

(سورۃ الانعام 19)

ترجمہ۔ ان سے پوچھو کس کی گواہی سب سے بڑھ کر ہے؟ کہو میرے اور تمہارے درمیان اللہ گواہ ہے کہ صرف یہ قرآن میری طرف بذریعہ وحی بھیجا گیا ہے تاکہ تمہیں بھی اس کے ذریعہ متنبہ کر دوں اور قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کو بھی۔

مگر آج مسلمان عجمی سازشوں کا شکار ہو کر کیا سے کیا بن گئے ہیں؟ علامہ اقبالؒ نے کیا خوب کہا تھا۔

تمدن تصوف شریعت کلام
بتان عجم کے پجاری تمام

اس عجمی سازش نے جس کے آلہ کار ہمارے اپنے بھی بنے آج حقیقی دین اسلام کی جگہ ایک بالکل نیا اسلام وضع کر کے مسلمانوں میں عام کر دیا ہے۔ قرآن کی جگہ روایات کو اہمیت ہے۔ اور قرآن حکیم کے بارے میں عجیب و غریب داستانیں وضع کر لی گئی ہیں۔ تحقیق کے بجائے تقلید جاری ہے۔ تفاسیر اور روائیات سے کتابوں کے ڈھیر بنتے جا رہے ہیں اور بقول علامہ پرویز دین مذہب میں بدل گیا ہے اور پھر مذہب میں تو فرقے بنتے ہی ہیں۔ جو بن رہے ہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرمایا تھا۔

ان الذین فرقوا دینھم وکانوا شیعا لست منھم فی شیی ء○ (سورۃ الانعام 160)

ترجمہ۔ یعنی اے رسول جن لوگوں نے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور گروہ گروہ بن گئے یقیناً ان سے تمہارا کچھ واسطہ نہیں۔

مگر آج یہ لوگ اختلاف امت' باعث رحمت کی روایات اور امت واحدہ میں تہتر فرقوں کی روایات کو تو درست خیال کرتے ہیں اور ان روایات کی کتابوں کو صحیح تسلیم کرتے ہیں اور قرآن حکیم فرقان مجید کی ان آیات کو صرف پڑھ کر گذر جاتے ہیں یا دانستہ ان پر غور نہیں کرتے ارشاد ربانی ہے۔

قل فاتو بکتب من عند الله هوا هدی منهما اتبعه ان کنتم و صدقین ○ (سورة القصص 49)

ترجمہ۔ اے پیغمبر کہہ دیجئے کہ اللہ کے پاس سے کوئی دوسری کتاب لے آؤ جو قرآن اور تورات سے زیادہ ہدایت والی ہو تو میں اس کا اتباع کروں گا اگر تم سچے ہو؟

اللہ تبارک تعالیٰ ہمیں امت واحدہ بننے کی تلقین کرتا ہے۔ مگر ہم فرقوں اور گروہوں میں تقسیم ہیں۔ اس کی اصل وجہ زمانہ رسالت مآب ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے بہت بعد لکھی جانے والی کتابیں ہیں۔ حتیٰ کہ نئی آیات گھڑ کر قرآن میں شامل کرنے کی بھی ناپاک جسارت کی گئی ہے۔ مگر شکر خداوندی قرآن حکیم کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے خود لے رکھا ہے کہ وہ آیات قرآن حکیم سے باہر ہی شیعوں اور سینوں کی کتابوں میں ہی دفن ہیں۔ کیونکہ یہ خداوند کریم کا فیصلہ ہے

انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحفظون ○ (سورة الحجر 9)

ترجمہ۔ اور ہم نے اسے اتارا ہے اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں۔

اس آیت کریمہ کے مطابق جھوٹ قرآن میں شامل ہی نہیں ہو سکتا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے مسلمانوں کو قرآن کی رسی کو مضبوطی سے پکڑنے کا حکم دیا تھا جس کی اتباع صحابہ کرامؓ نے کی مگر اس کے بعد مذہبی پیشوائیت نے یہود و نصاریٰ اور اور ایرانی مجوسیوں کا رنگ ہم پر چڑھا دیا۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ رنگ کیسے صاف کیا جائے۔ ایسا ممکن ہے کیونکہ بہت ساری باتوں پر تو سب کا اتفاق نہیں ہو سکتا مگر ایک بات پر تو سب متفق ہو سکتے ہیں۔ یعنی

حسبنا کتاب الله

ہمارے لئے اللہ کی کتاب کافی ہے۔

سانحہ ارتحال

مجلہ طلوع اسلام کی مجلس مشاورت اور بزم کویت کے فعال ممبر اور تحریک طلوع اسلام کے رکن مشید محترم بشیر احمد عابد صاحب کی والدہ ماجدہ کراچی میں رحلت فرما گئی ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں مقام رفیع سے نوازے اور پس ماندگان کو صبر جمیل ارزانی کرے۔ ادارہ طلوع اسلام محترم بشیر احمد عابد اور مرحومہ کے دیگر اعزہ واقرباء کے غم میں برابر کا شریک ہے۔

(ادارہ طلوع اسلام)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(ادارہ)

حقائق و عبر

ائمہ حدیث کے ساتھ فرقہ اہل حدیث کا منافقانہ رویہ

1- امام مالکؒ واحد عرب امام حدیث تھے۔ ان کا مجموعہ احادیث معطا امام مالک کے نام سے موسوم ہے۔ امام صاحب اعتکاف کے بارے میں تمام احادیث کو ضعیف قرار دیتے ہیں اور یہ کہ یہ رسول اللہ صلعم کی خصوصی عبادت تھی جس سے آپؐ نے مسلمانوں کو منع کر دیا تھا۔ اس لئے نہ تو صحابہ کرامؓ میں سے کسی نے اور نہ ہی تابعین اور تبع تابعین میں سے کسی نے اعتکاف کیا (نیل الاوطار، جلد چہارم، صفحہ 278) لیکن ہمارے ہاں اعتکاف بیٹھنے والوں کی تعداد اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ اس کے لئے ہر مسجد میں قرعہ اندازی کرنی پڑتی ہے۔

2- امام ابن حزمؒ۔ فرقہ اہل حدیث والے انہیں امام ابو حنیفہؒ سے بھی بڑا امام تسلیم کرتے ہیں اور ان کی کتاب محلی ابن حزم کا اردو میں ترجمہ شائع کیا ہے۔ امام صاحب نے قربانی کے بارے میں تمام احادیث کو ضعیف اور ناقابل اعتبار قرار دیا ہے (ملاحظہ ہو ان کی کتاب محلی ابن حزم جلد ہفتم صفحہ 357) لیکن ہم قربانی کی کھالیں اکٹھی کرنے کے لئے ان ضعیف احادیث کا سہارا لیتے ہیں۔

3- امام ابن قیمؒ۔ فرقہ اہل حدیث کے علماء انہیں بھی امام ابو حنیفہؒ سے بلند درجہ دیتے ہیں امام صاحب نے عمرہ کے بارے میں تمام احادیث کو ضعیف قرار دے کر یہ دعویٰ کیا کہ نہ تو رسول اللہ صلعم اور نہ ہی صحابہؓ میں سے کسی نے عمرہ ادا کیا۔ یہ زمانہ جاہلیت کی رسم تھی۔ جسے اسلام میں حج کی عبادت کے ساتھ مدغم کر دیا گیا۔ (نیل الاوطار جلد چہارم صفحہ 315)

4- امام ناصر الدین البانی۔ فرقہ اہل حدیث انہیں موجودہ زمانے کا امام حدیث تسلیم کرتے ہیں۔ امام صاحب نے تقریباً ایک صد کتابیں تالیف کیں۔ جن میں یہ ثابت کیا کہ آج کل اہل حدیث سمیت تمام علماء صحیح احادیث کو ترک کر کے ضعیف اور جھوٹی احادیث پر عمل کرتے ہیں۔ سونے کے زیورات کے بارے میں احادیث کے بارے ان کی تحقیق طلوع اسلام میں پیش کی جا چکی ہے۔ جس کے مطابق صحیح احادیث میں مسلمان عورتوں کے لئے سونے کے زیورات حرام قرار دیئے گئے لیکن ہمارے علماء ان صحیح احادیث کو جھٹلا کر جھوٹی احادیث پر عمل کرتے ہیں۔ خیال رہے کہ اس وقت ہمارے ملک میں اس حرام پر کھربوں روپے برباد ہو رہے ہیں اور یہ کھربوں روپے بھی حرام طریقے سے حاصل کئے جاتے ہیں۔ اس طرح فرقہ اہلحدیث سمیت ہمارے تمام علماء نہ صرف رسول اللہ صلعم کے مجرم ہیں بلکہ قومی معیشت کی بربادی کے بھی ذمہ دار ہیں۔

سعودی باشندے جوئے میں دو کھرب، سولہ ارب روپے ہار گئے

مشہور عالم فرانسیسی پریس ایجنسی نے سعودی عرب کے

روزنامہ الاقتصادیہ کے حوالے سے دنیا بھر میں یہ خبر نشر کی ہے کہ سعودی باشندے سٹہ بازی کے جوئے میں دو کھرب سولہ ارب روپے ہار گئے۔ انہوں نے مغربی ممالک میں جوئے کے اس کاروبار میں دو سو سولہ کھرب روپے لگا رکھے ہیں۔ یہ خبر پاکستان کے تمام اخبارات میں شائع ہو چکی ہے۔
بحوالہ: روزنامہ دی نیشن لاہور پندرہ مئی 2000ء

اسلامی نظام کا خاکہ

پچھلے دنوں روزنامہ جنگ نے اپنے ایک اداریئے میں علماء حضرات سے یہ مطالبہ کیا کہ وہ جس قسم کا اسلامی نظام' اس ملک میں رائج کرنا چاہتے ہیں وہ اس کا خاکہ عوام الناس کے سامنے پیش کریں۔ اس کے جواب میں صرف امیر جماعت اسلامی نے ایک خط تحریر کیا۔ حیرت کی بات ہے کہ ملک عزیز میں پچاس سے زیادہ مذہبی جماعتیں کام کر رہی ہیں۔ لیکن ان میں سے کسی نے بھی یہ خاکہ پیش کرنے کی زحمت گوارا نہ کی۔ اور نہ ہی ملک میں موجود ہزاروں علامہ حضرات میں سے کسی نے ایسا کرنے کی تکلیف گوارا کی۔

قارئین نے خاص طور پر ان علماء سے جن کے بیانات روزانہ اخبارات میں شائع ہوتے رہتے ہیں' یہ مطالبہ کیا کہ اسلامی نظام کا خاکہ پیش کریں۔ اس بارے میں ڈاکٹر اسرار احمد صاحب' علامہ طاہر القادری' مولانا نورانی' مولانا عبدالستار خان نیازی اور مولانا فضل الرحمٰن سے خصوصی درخواست کی گئی تھی۔ لیکن اس کے باوجود وہ اس اہم مسئلہ کے بارے میں خاموش رہے۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یا تو ان حضرات کو اس کا علم نہیں یا وہ امیر جماعت اسلامی کے پیش کردہ خاکہ کو حق اور مستند سمجھتے ہیں۔ جہاں تک امیر جماعت کے پیش کردہ خاکہ کا تعلق ہے اس بارے میں طلوع اسلام کی مئی 2000ء کی اشاعت میں یہ واضح کیا جا چکا ہے کہ ان کا پیش کردہ خاکہ نہ صرف یہ کہ اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔ بلکہ فرقہ پرستی اور فیوڈلزم کی حمایت کی وجہ سے اسلامی نظام کے نفاذ میں ایک بہت بڑی رکاوٹ ثابت ہو گا۔ کتنے دکھ کی بات ہے کہ ہمارے علماء جو پچھلے پچاس سال سے اسلامی نظام کے نفاذ کا مطالبہ کر رہے ہیں' ان کے ذہن میں اس نظام کا خاکہ تک موجود نہیں!

علماء لوگوں کو دین سے دور کر رہے ہیں

علامہ جاوید احمد غامدی صاحب نے روزنامہ پاکستان کو انٹرویو دیتے ہوئے فرمایا کہ علماء لوگوں کو دین سے دور کر رہے ہیں۔ ان کے انٹرویو کا متعلقہ حصہ ملاحظہ ہو۔

"میں یہ عرض کروں گا کہ واقعی ہمارے زیادہ تر علماء لوگوں کی دین سے دوری کا سبب بن رہے ہیں۔ نہ ہی ان سے وہ علم آدمی کو حاصل ہوتا ہے جو ذہن و فکر کے لئے روشنی کا باعث بن سکے اور نہ ہی کوئی عملی نمونہ سامنے آتا ہے جو لوگوں کو دین کی طرف کھینچنے کا سبب بنے۔ میں نے اپنی کم وبیش تیس سال کی پبلک لائف میں جب بھی کسی نوجوان کو کسی عالم کے پاس جانے کے لئے کہا' اس نصیحت کے ساتھ کہا کہ استفادے کی غرض سے سب اہل علم کو ملنا چاہئے۔ تو بلا استثناء واپس آکر اس نوجوان نے یہ کہا کہ ایک بار مل آیا ہوں' دوبارہ نہیں جاؤں گا۔ جس رویے اور اسلوب سے واسطہ پڑا' اس نے قطعی مایوس کر دیا اور میرے اصرار کے باوجود وہ نوجوان دوبارہ اس علام دین کے پاس جانے کے لئے آمادہ نہیں ہوا۔ میں پھر عرض کروں گا کہ اچھے علمائے کرام یقیناً موجود ہیں' مگر ان کی تعداد انتہائی کم ہے۔ اس صورت حال کے تناظر میں ہمارے اکثر عالم

دین' دین کی خدمت کی بجائے دین سے دوری کا سبب بن رہے ہیں۔" (روزنامہ پاکستان لاہور' بابت 2 جون' 2000ء)

ڈاکٹر اسرار احمد صاحب اور توہین رسالت

راقم نے اپنی کسی تحریر میں اس امر کا ذکر کیا تھا کہ ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کا جو یہ اقرار ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہے۔ اس عقیدہ کی رو سے تو فرعون اور ابو جہل کو بھی اللہ تعالیٰ کا خلیفہ تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں کروڑوں مسلمان دن میں پانچ وقت اذان کے ذریعے یہ اعلان کرتے ہیں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول تھے' امام ابن تیمیہ نے اس عقیدے کو خالص کفر قرار دیا تھا۔ دوسرے یہ کہ اس سے توہین رسالت کا پہلو نکلتا ہے۔

پندرہ مئی کو روزنامہ پاکستان میں ڈاکٹر صاحب کا توہین رسالت کے بارے میں ایک معرکۃ الاراء مضمون شائع ہوا۔ راقم نے اس خیال سے کہ شاید انہوں نے انسان کو خدا کا خلیفہ بنانے والے عقیدہ سے رجوع کر لیا ہے اخبار منگوایا لیکن چونکہ انہیں مقام رسالت کا صحیح ادراک نہیں ہے اس لئے انہوں نے ایک دوسرے طریقے سے اپنے اس مضمون میں توہین رسالت کا ارتکاب کیا۔

طلوع اسلام میں متعدد بار یہ واضح کیا جا چکا ہے کہ مسلمانوں کا ایک فرقہ' رسول اللہ صلعم کے اہل بیت کو بھی نبوت میں شریک سمجھتا ہے اس مقصد کے لئے انہوں نے مسنون درود میں "آل" کا اضافہ کر دیا یہ اضافہ عربی زبان کے مطابق بھی غلط ہے۔ اس کی تفصیل طلوع اسلام کے سابقہ شمارے میں بھی بیان ہو چکی ہے۔ لیکن ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے اپنی لاعلمی کی وجہ سے اپنے اس مضمون میں پورے نو دفعہ یہی غلط درود استعمال کیا اور اس فرقہ کی طرح اہل بیت کو بھی رسول اللہ صلعم کی نبوت میں شریک کر دیا۔ کیا یہ توہین رسالت نہیں ہے؟ معلوم نہیں وہ حدیث ڈاکٹر صاحب کی نظر سے گزری ہے یا نہیں جس میں یہ فرمایا گیا کہ جو کوئی بغیر علم کے قرآن میں بات کرے گا اس کا ٹھکانہ جہنم ہو گا۔

دو منٹوں میں اسلامی نظام کے نفاذ کا مطالبہ

سپریم کورٹ آف پاکستان کے 12 مئی 2000ء کے فیصلے کے بعد جس میں چیف ایگزیکٹو کو آئین میں ضروری ترامیم کا اختیار دیا گیا ہے' کے حوالے سے سابق وزیراعظم صاحب کی اہلیہ بیگم کلثوم نواز صاحبہ بار بار یہ مطالبہ کر رہی ہیں کہ اب ملک میں فوری طور پر اسلامی نظام نافذ کر دیا جائے اور یہ کام صرف دو منٹوں میں ہو سکتا ہے۔ انہوں نے یہ دعویٰ بھی کیا کہ ان کے شوہر نامدار جلد ہی اسلامی نظام نافذ کرنے والے تھے کہ انہیں اقتدار سے ہٹا دیا گیا۔ فرقہ اہل حدیث کے لیڈر پروفیسر ساجد میر نے بھی ان کی تائید کی۔

ان کے شوہر نامدار پچھلے بیس سالوں سے مختلف پوزیشنوں میں حکومت کرتے رہے ہیں۔ لیکن انہوں نے اسلامی نظام کا نفاذ تو کجا' علماء کی طرح اس کا خاکہ تک پیش نہیں کیا تھا۔ انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ اسلامی نظام نافذ کرنے والوں کو اس کا عملی نمونہ پیش کرنا ہوتا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں رسول اللہ صلعم کے بارے میں فرمایا گیا ہے۔ اسرائیل بھی پاکستان کی طرح ایک نظریاتی ریاست ہے' اس کی سب سے زیادہ طاقتور وزیراعظم جس نے عربوں کو لوہے کے چنے چبوائے تھے ایک عورت' گولڈا میر تھی۔ وہ وزیراعظم ہونے کے باوجود صرف دو کمروں کے مکان میں رہتی تھی اور اپنا کھانا خود پکاتی تھی۔ کوئی سرکاری گاڑی

استعمال نہیں کرتی تھی جبکہ محترمہ کلثوم نواز کے نادار خاوند کی ذاتی اور سرکاری رہائش گاہیں سینکڑوں ایکڑ پر مشتمل تھیں اور درجنوں قیمتی سرکاری گاڑیاں ان کے استعمال میں تھیں۔

آئین کی دفعات 61 اور 62

امیر جماعت اسلامی قاضی حسین احمد صاحب کا 30 مئی کے اخبارات میں یہ بیان شائع ہوا ہے کہ اگر فوجی حکومت آئین کی دفعات 61 اور 62 پر عمل کرے تو جماعت اسلامی حکومت میں شامل ہونے کے لئے تیار ہے۔ ان دفعات کی رو سے متعلقہ سیاسی لیڈر کو نہ صرف یہ کہ اہم اسلامی تعلیمات کا علم ہونا چاہیئے بلکہ ان کا عملی نمونہ بھی ہونا چاہیئے۔ ان حضرات کی تحقیق کے مطابق جنرل ضیاء الحق صاحب ان شرائط پر بدرجہ اتم پورے اترتے تھے۔ اس لئے جماعت اسلامی نے ان کے مارشل لاء کی بی ٹیم بن کر ان کی ہر طرح مدد کی۔ جنرل صاحب کے اسلامی تعلیمات کا اعلیٰ نمونہ ہونے کی جھلک ملاحظہ ہو۔

1- ایک فراڈ ریفرنڈم کے ذریعے ملک کے صدر بن گئے' اس ریفرنڈم میں پانچ فی صد لوگوں نے بھی ووٹ نہیں ڈالے تھے۔ جس کا چیف الیکشن کمشنر کو علم تھا۔ لیکن ان سے زبردستی پچپن فی صد ووٹوں کا سرٹیفکیٹ لیا گیا۔

2- زکوٰۃ اور عشر آرڈیننس کے ذریعے بنک کے سود اور فیوڈلزم کو جائز قرار دیا۔ جماعت اسلامی کے امیر میاں طفیل محمد صاحب نے اس فرمان کو اسلامی نظام کا سنگ میل قرار دیا۔

3- وفاقی شرعی عدالت نے ان کی خواہش کے خلاف گھوڑ دوڑ پر جوئے کو حرام قرار دے دیا۔ جنرل صاحب نے اس فیصلے کے خلاف علماء سے یہ فتویٰ جاری کرا دیا کہ گھوڑ دوڑ پر جواء جائز ہے۔ اگرچہ اس فتویٰ پر 66 علماء نے دستخط کیئے۔ لیکن جماعت اسلامی سمیت کسی نے اس کی مخالفت نہ کی۔ اس لئے اس حرام پر سب کا اجماع ہے۔

4- بڑے بڑے سیاسی لوگوں کے بیس ارب روپے کے قرضے معاف کر دیئے حالانکہ یہ رقم غریب کھاتے داروں کی تھی' اس طرح اس نے امانت کی سنگین خلاف ورزی کی۔

5- اخباری اطلاع کے مطابق ان کے فرزند نے الیکشن کمیشن کو اپنے اساسوں کی جو تفصیل بتائی اس میں ایک کروڑ پونڈ نقد تھے۔ اتنی بڑی خطیر رقم کہاں سے آئی۔

6- ملک میں ہیروئن اور کلاشنکوف کلچر عام کرنے کا ان پر الزام ہے۔

7- ملک کو بیرونی قرضوں کے بوجھ سے پیس ڈالا۔ یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ اربوں ڈالر کے قرضے کہاں گئے۔

بلا تبصرہ

جماعت اسلامی کی اسلامی سیاست

روزنامہ پاکستان لاہور کے مشہور کالم نگار جناب مظفر حسین صاحب نے اس موضوع پر ایک مبسوط مقالہ تحریر فرمایا ہے جس کا ایک ٹکڑا بلا تبصرہ قارئین کی خدمت میں پیش ہے:

"جماعت اسلامی کے بھلے زمانوں میں جب مولانا امین احسن اصلاحی خود بھی جماعت میں شامل تھے' آپ نے جماعت اسلامی کے بارے میں فرمایا تھا کہ ہمیں مذہبی حلقوں میں بہروپئے اور سیاسی حلقوں میں چغد سمجھا جاتا ہے۔ کبھی نہیں سوچا گیا کہ ایسا کیوں ہے کہ جماعت اسلامی آج تک نہ مذہبی حلقوں میں مقبول ہو سکی اور نہ ہی سیاسی حلقوں میں اسے پذیرائی نصیب ہوئی۔ اس نے ہمیشہ عوام کی بجائے

فوج سے ہی اپنی قوت حاصل کی۔ جنرل ضیاء الحق کے زمانے میں اسے مارشل لاء کی بی ٹیم کا نام دیا گیا اور موجودہ دور میں بھی بدقسمتی سے جماعت اسلامی ہی کے ایک نامور رہنما پروفیسر غفور احمد نے یہ "اعزاز" حاصل کیا کہ وہ علی الاعلان مارشل لاء کو دعوت دیں اور اب جب فوجی حکومت ملک پر مسلط ہو گئی ہے تو امیر جماعت اسلامی قاضی حسین احمد مسلسل یہ بیان دے رہے ہیں کہ "مخلص سیاسی کارکنوں کی (یعنی ہماری) حکومت بنا کر فوج واپس چلی جائے۔" (روزنامہ جنگ 6 مئی 2000ء)۔ اور ساتھ ہی کبھی کبھی یہ دھمکی بھی دے دیتے ہیں کہ "جماعت اسلامی کسی حکومت کے بارے میں' جب فیصلہ کر لیتی ہے وہ زیادہ دیر نہیں ٹھہر سکتی"۔ (روزنامہ پاکستان 8 مئی 2000ء)۔ جماعت اسلامی کو دو بار اقتدار میں شریک ہونے کا موقع ملا۔ پہلی بار یحیٰ کے دور حکومت میں مشرقی پاکستان میں اور دوسری بار جنرل ضیاء الحق کے دور میں پاکستان میں' لیکن ان دونوں مواقع پر جماعت کی کوئی امتیازی کارکردگی لوگوں کے سامنے نہیں آئی اور جماعت کے "مخلص سیاسی کارکنوں" نے شریک اقتدار ہو کر بھی عوام پر کوئی خوشگوار سیاسی تاثر نہیں چھوڑا۔

افسوس ہے کہ جناب قاضی حسین احمد نے حکومت کو یہ دھمکی دیتے وقت اس بات پر غور نہیں کیا کہ ان کی اس دھمکی کا سیدھا سادا مطلب یہ ہے کہ جماعت اسلامی کی قوت کا راز لوگوں میں مقبولیت یا کارکنوں کے اعلیٰ اخلاق و کردار میں نہیں' بلکہ ہنگامہ خیزی میں ہے' چنانچہ ان کا کارنامہ فقط یہ ہے کہ پاکستان میں سیاسی استحکام نہ پیدا ہونے دیں اور ہر منتخب حکومت کو گراتے رہیں۔ جن لوگوں نے یورپ میں نظریاتی تحریکوں کا مطالعہ کیا ہے' وہ اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہیں کہ نظریاتی تحریکوں کے علمبرداروں نے وہاں نظریہ کی بنیاد پر پارٹیاں منظم کیں اور پھر ان پارٹیوں کی فتنہ انگیزی کے زور پر حکومت پر قابض ہو گئے۔ لوگوں کے اخلاق و کردار کی اصلاح ان کا کبھی مطمح نظر نہیں رہا' چنانچہ وہاں جو انقلابات آئے وہ شدید خونریزی اور سخت ظلم و بربریت کے نتیجے میں آئے۔ پاکستان میں بھی جو دینی سیاسی جماعتیں جہادی تنظیمیں کہلاتی ہیں' وہ بزور قوت نظام اسلام لانے کی خواہاں ہیں۔"

(روزنامہ پاکستان لاہور' بابت 30 مئی 2000ء)

مولانا محمد یوسف لدھیانوی کا قتل

حال ہی میں مشہور دیوبندی عالم دین مولانا محمد یوسف لدھیانوی کو کراچی میں دن دیہاڑے قتل کر دیا گیا ہے۔ ان کے ہم خیال علماء اور عقیدت مند' ان کے قتل کے خلاف سخت احتجاج کر رہے ہیں۔ اس پر مجھے جسٹس ایس۔ اے رحمان کی ایک تیس سالہ پرانی پیش گوئی یاد آ گئی۔ انہوں نے فرمایا تھا کہ علماء حضرات قتل مرتد کے حق میں جو کتابیں لکھ رہے ہیں' وہ اسلامی تعلیمات کے خلاف ہیں' اسلام میں صرف ایسے مرتد کو قتل کرنے کی اجازت ہے جو اسلامی حکومت کے خلاف جنگ کرے۔ جہاں تک محض مذہب تبدیل کرنے کا تعلق ہے یہ ضرور ایک گناہ ہے۔ تاہم اس کی کوئی دنیاوی سزا نہیں' اسے قیامت کے دن اس کی سزا دی جائے گی۔ اس مقصد کے لئے انہوں نے اس موضوع پر ایک علمی کتاب لکھی جو ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور کی جانب سے شائع کی گئی۔

انہوں نے اس بات پر دکھ کا اظہار کیا تھا کہ ہمارے ایک فرقے کے علماء دوسرے فرقے کے لوگوں کو مرتد قرار دیتے رہتے ہیں' اس لئے خدشہ ہے کہ ان کے نیم تعلیم یافتہ عقیدت مند مخالف فرقوں کے لوگوں کو قتل کرنا شروع کر دیں گے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جو علماء حضرات اس قسم

ں کتابیں لکھ رہے وہ خود بھی کہیں اس کا شکار نہ ہو جائیں' اس لئے ان کتابوں کو واپس لے لینا چاہئے وگرنہ معاشرے میں فرقہ وارانہ کشیدگی پیدا ہو جائے گی۔ آج تیس سال بعد ان کی پیش گوئی صحیح ثابت ہو چکی ہے' اس لئے اگر ہمارے علماء حضرات اس کشیدگی کو دور کرنا چاہتے ہیں تو انہیں ان خلاف اسلام کتابوں کو واپس لے لینا چاہئے۔

ہمارا قائد' قائداعظم سے بھی عظیم ہے

تلمبہ (نامہ نگار) پاکستان عوامی تحریک کے مرکزی ڈپٹی سیکرٹری جنرل انوار اختر ایڈووکیٹ نے کہا ہے کہ مصطفوی انقلاب عسکری مقصود پر پہنچنے والا ہے ان خیالات کا اظہار انہوں نے نمائندہ "پاکستان" کو ایک انٹرویو دیتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ اگر مسلم لیگ اور پیپلزپارٹی ایک ٹرک میں سوار ہوئے تو عوامی تحریک جی ڈی اے کے ٹرک سے اتر جائے گی۔ انہوں نے مزید کہا کہ عوامی تحریک موجودہ جمہوری سسٹم کو رد کرتی ہے اور جنرل پرویز مشرف سے مطالبہ کر رہے ہیں کہ آئندہ انتخابات موجودہ جمہوری سسٹم کے تحت نہ کرائے جائیں۔ انہوں نے کہا کہ عوامی تحریک برسر اقتدار آکر اسلامی صدارتی نظام نافذ کرے گی۔ جس میں عوام "صدر" کو براہ راست منتخب کریں گے۔ مرکزی رہنما علامہ حسن میر قادری نے کارکنوں کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہمارا قائد علامہ طاہر القادری قائداعظم سے بھی عظیم ہے کیوں کہ قائداعظم نے صرف برصغیر کے مسلمانوں کے لئے علیحدہ مملکت بنائی مگر علامہ طاہر القادری پوری دنیا میں مصطفوی انقلاب لانا چاہتے ہیں جس میں علامہ طاہر القادری کافی حد تک کامیابی حاصل کر چکے ہیں۔ علامہ طاہر القادری کے میڈیا ایڈوائزر صاحبزادہ طاہر حسین شاہ' میاں نور احمد سنو' پروفیسر اقبال عابد' خالد اقبال جنجوعہ اور میاں محمد رمضان بھی موجود تھے۔

طلوع اسلام :- قائداعظم سے بھی عظیم اس علامہ صاحب کا اب تک کا سب سے بڑا کارنامہ' بنک کے سود کے جواز کے بارے میں بلا سود بنکاری کے عنوان سے کتاب تالیف کرنا ہے۔ بنکوں نے اس کتاب کو ہزاروں کی تعداد میں شائع کیا تھا۔ اس کا ایک نسخہ ہمارے پاس بھی موجود ہے۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے یہ کارنامہ جنرل ضیاء الحق کے اشارے پر سرانجام دیا تھا۔ جس کے نتیجے میں' ان کی ٹیلی ویژن تک رسائی ہوئی تھی۔

قوم ان سے کئی سالوں سے اسلامی نظام کا خاکہ پیش کرنے کا مطالبہ کر رہی ہے۔ لیکن ابھی تک انہوں نے قوم پر یہ احسان کرنے سے گریز فرمایا ہے۔ اس کی وجہ ان کے عقیدت مند بیان کر سکتے ہیں۔

تو لکھتا جا' میں بولتا جاؤنگا!

سید عطاء اللہ شاہ بخاری' جماعت احرار کے سرکردہ لیڈر اور ملک کے نامور مقرر تھے۔ انہوں نے 1955ء میں لاہور میں موچی گیٹ میں ایک بہت بڑے جلسے سے خطاب کرتے ہوئے اعلان کیا کہ ہم نے قیام پاکستان کی مخالفت کی تھی۔ یہ ہماری غلطی تھی جسے ہم اب تسلیم کرتے ہیں اور سیاست سے کنارہ کشی کا اعلان کرتے ہیں۔ اب ہمارا محاذ صرف مرزا صاحب کی جھوٹی نبوت اور قادیانیوں کی سرگرمیوں کے خلاف ہو گا۔

انہوں نے فرمایا کہ ہماری طرح مودودی صاحب نے بھی قیام پاکستان کی مخالفت کی تھی لیکن وہ اپنی غلطی تسلیم کرنے کی بجائے' اپنی تحریروں میں مرزا غلام احمد کی طرح ہیرا پھیری سے کام لے رہا ہے اور نواب کالا باغ کے مالی

تعاون سے اسلامی نظام قائم کر رہا ہے!۔ اس موقع پر انہوں نے طنزاً" ایک جملہ کہا جو بعد میں ہر عام و خاص کی زبان پر تھا۔ انہوں نے فرمایا "او مودودی تو لکھتا جا' میں بولتا جاؤنگا"۔ راقم اس جلسے میں موجود تھا اور شاہ صاحب نے جب یہ جملہ اپنی تقریر میں بار بار دھرایا تو حاضرین نے اس کی خوب خوب داد دی۔ انہوں نے کہا کہ اگر مودودی صاحب ہماری طرح اپنی غلطی تسلیم کر لیتے تو اس طرح نہ صرف ان کے بلکہ تمام علماء کے وقار میں اضافہ ہو جاتا۔

پھر فرمایا کہ علماء حضرات کی اس ہیرا پھیری کی وجہ سے عوام انہیں ووٹ نہیں دیتے اور ہمیں اسلامی نظام قائم کرنے کے لئے بھی بڑے بڑے زمینداروں کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ جن کی اسلام میں سرے سے گنجائش ہی نہیں۔ انہیں بھی اس حقیقت کا علم ہے۔ اس لئے انہوں نے مودودی صاحب کی کتاب "مسئلہ ملکیت زمین" کو اپنے لئے ایک سہارا سمجھ کر اس کی وسیع پیمانے پر اشاعت کی۔ پھر یہ کہ اگر مودودی صاحب علامہ ثناء اللہ پانی پتی کی چھوٹی سی کتاب "مالا بد منہ" پڑھ لیتے تو کبھی زمینداری نظام کو اسلامی ثابت کرنے کے لئے کتاب نہ لکھتے۔

(بلا تبصرہ)

"پرویز" نام کے متعلق ایک اخباری تراشہ ارسال خدمت ہے۔ قرآن و سنت کی روشنی میں رہنمائی فرمائیں!"

اخباری تراشہ

یہ نام نہ رکھئے!

میرے بھتیجے کا نام اسلم پرویز تھا' مولوی صاحب نے نکاح پڑھانے سے انکار کر دیا' وجہ پوچھی تو فرمانے لگے کہ ایران کے بادشاہ کا نام خسرو پرویز تھا۔ حضور اکرمؐ نے اس کے نام اپنا خط مبارک بھیجا' اسلام کی دعوت دی مگر اس نے حضور ﷺ کا خط مبارک پھاڑ دیا اور حضورؐ کی شان گستاخی کی بلکہ یہاں تک کہ دو آدمی حضور اکرمؐ کو گر کرنے کے لئے مدینہ منورہ بھیجے لیکن اس دوران اس بیٹے نے اپنے باپ پرویز کو قتل کر دیا۔ واقعہ تو بہت بڑا اکثر علماء کرام اس نام سے نفرت کرتے ہیں۔ جو حضور دشمن وہ ہم سب مسلمانوں کا دشمن' شائد اکثر مسلمانوں اس واقعہ کا علم نہ ہو اس لئے پرویز نام رکھ لیتے ہیں پاکستان کے موجودہ سربراہ کا نام بھی پرویز مشرف ہے۔ میر تمام اخبارات سے التماس ہے کہ وہ بھی پرویز نام نہ لکھ بلکہ صرف جنرل مشرف لکھ دیا کریں۔ ایک دو پرویز اور تھے جو حضورؐ کی شان میں گستاخی کر چکے ہیں مزید معلوما علماء کرام سے کر لی جائیں۔

الجواب بعون الوهاب :

اصلاً" ناموں کے جواز یا عدم جواز کا تعلق شخصیات کی بجا مطلب اور معنی کے ساتھ ہے۔ معنوی قباحت کی بناء آپؐ نے بعض ناموں اور القاب کو ناپسند فرمایا۔ مثلاً" شاہا شاہ (صحیح بخاری باب ابغض الاسماء الی اللہ) لیکن شخصیا کے پیش نظر آپ نے تبدیلی نہیں فرمائی۔ مثلاً" "الولید" فرعون مصر کا نام تھا اور "الولید ابن الولید" ایک صحابی کا بھی تھا لیکن آپؐ نے اس میں اس حیثیت سے تبدیلی نہی فرمائی کہ یہ ایک متکبر شخص کا نام ہے بلکہ اسے برقر رکھا۔ اس اسم کے ساتھ کفار مکہ کی قید سے آپؐ نے ا کے لئے بحالت نماز دعا فرمائی۔

(صحیح بخاری' باب تسمیته الولی

اس بناء پر "پرویز" نام کو بدلنے کی بظاہر کوئی وجہ نہیں آتی۔ واللہ اعلم۔

(بشکریہ الاعتصام' 26 مئی تا یکم جون 000

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایم۔ ساجد رزاق، ایبٹ آباد

جواں فکر

غیر اسلامی فرقوں کا اسلامی نظام

طلوع اسلام کے مئی 2000ء کے ماہنامہ رسالے میں روزنامہ جنگ کا اداریہ "اسلامی نظام کا عملی خاکہ بھی تو پیش کریں" نگاہوں سے گذر کر دل میں اتر گیا۔ دل میں خوشی کی ان مٹ لہر پیدا ہوئی کہ پاکستان میں کسی اخبار نے کم از کم اتنی جرات تو کی کہ اسلامی نظام، اسلامی شریعت کا نام لیکر ہمیں بے وقوف بنانے والوں سے کہا کہ وہ کم از کم عملی خاکہ تو پیش کریں۔ مگر پھر یہ لہر اس وقت کم ہوئی جب عملی نظام کی علمبردار جماعت، جماعت اسلامی کے امیر قاضی صاحب نے موقر روزنامہ جنگ کو جواب لکھا۔ انہوں نے اپنے خط میں علماء کے بائیس نکات کا ذکر بڑی شدومد سے کیا۔ میں نے سوچا، دیکھا تو جائے ان خدائی خدمت گاروں کے نکات کیا ہیں۔ چونکہ تمام کے تمام تو نقل نہیں کئے جا سکتے مگر صرف چند نکات ملاحظہ فرمائیں جن پر ہمارے 31 علماء صاحبان متفق ہوئے ہیں۔

(1) دنیا کی ہر چیز اور ہر نظام پر آخری اور حتمی حاکیت صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔

(2) مملکت کا قانون کتاب و سنت پر مبنی ہو گا۔ کوئی ایسا قانون نہ بنایا جا سکے گا جو کتاب و سنت کے منافی ہو۔

(9) انہیں بائیس نکات میں ایک یہ نکتہ بھی ہے کہ "تمام اسلامی فرقوں کو حدود و قانون کے اندر پوری مذہبی آزادی حاصل ہو گی۔ انہیں ہم مسلک افراد کو اپنے مسلک کی تعلیم دینے کا حق حاصل ہو گا۔ وہ آزادی کے ساتھ اپنے خیالات کی اشاعت کر سکیں گے۔ ان کے شخصی معاملات ان کے اپنے فقہی مسلک کے مطابق ہونگے۔ ایسا انتظام کرنا مناسب ہو گا کہ ان کے قاضی یہ فیصلے کریں۔

(22) دستور کی کوئی ایسی تعبیر معتبر نہ ہو گی جو کتاب و سنت کے منافی ہو۔

سب سے پہلے تو ہم شق نمبر (1) کا جائزہ لیتے ہیں۔ قرآن میں ہے کہ **"ان الحکم الا اللّٰہ"** حق حکومت صرف اللہ ہی کے لئے ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمیں جو کچھ اللہ نے اپنی کتاب عظیم میں بتا دیا ہے وہ اس کی متعین کردہ حدود ہیں۔ اور جب کسی کو حاکم مان لیا جائے تو پھر اس کے قانون کو بھی تسلیم کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ قرآن مکمل کتاب ہے مکمل ہی نہیں بلکہ اکمل۔ (6:115)۔ ظاہر ہے جو چیز انتہائی مکمل ہو اس میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔ اگر ہوتی تو پھر وہ مکمل نہیں ہو سکتی۔ ہمیں تو سب سے پہلے تو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ یہ مکمل ہے۔ یہ تو ہمارا ایمان ہے۔ اب دیکھا جائے کہ وہ عظیم ہستی جن پر یہ نازل ہوا انہوں نے کس کی اتباع اور اطاعت کی تو مندرجہ ذیل حوالہ جات میں آپ دیکھ سکتے ہیں کہ انہوں نے صرف اور صرف بلکہ انتہائی خالص حالت میں وحی خداوندی جو قرآن میں محفوظ ہے، کی پیروی کی۔ (10:15)، (6:107) **اتبع ما انزلی الیک من ربک۔**

اے نبی تو اتباع کر صرف اس کا جو تم پر تمہارے رب کی طرف سے نازل ہوا (یعنی قرآن)۔ اور اس کے پیروکار یعنی مومن کہا کرتے ہیں کہ وہ کوئی اپنی شریعت یا فقہ بنا کر اس کی اطاعت و اتباع نہیں کرتے بلکہ "مومن الحق کا اتباع کرتے ہیں۔" (47:3)۔

اور جو قرآن سے سرکشی برتے گا وہ ذلیل و خوار ہو گا۔ (14:44) ظاہر ہے پھر وہ گمراہ تو ہو گا ہی۔ اور پھر جو گمراہ ہو تو وہ اپنی گمراہی کی دلیل تو قرآن سے لازمی دے گا۔ (2:26)۔

خدا کی حاکمیت تسلیم کر لینے سے مراد ہے کہ جو کچھ وہ کہے گا پھر وہ تسلیم کرنا پڑے گا۔ اگر ہم وہ صدق دل سے تسلیم کریں گے تو پھر ہی اس کے محکوم اور بندے تصور ہونگے ورنہ نہیں۔ اب یہ بات تو واضح ہو گئی کہ اللہ کی حاکمیت سے مراد ہے اپنے تمام اختلافی امور کو صرف قرآن سے حل کیا جائے۔

اب ہم لیتے ہیں (2) نمبر نکتہ کو۔ اس میں یہ بات تو واضح ہو گئی کہ مملکت کا کوئی قانون بھی کتاب اللہ یعنی قرآن عظیم کے خلاف نہیں ہو گا۔ کتاب اللہ بھی تو یہی کہتی ہے۔ رسول ﷺ نے بھی 23 سال تک یہی کہا۔ صحابہ کرامؓ نے بھی تو یہی کیا۔ یہی تو وہ رسی تھی جس کو پکڑ کر ایک جاہل اور گنوار قوم نے قیصر و کسریٰ کے تخت کو تاراج کیا۔ یہی تو وہ رسی تھی کہ جس نے مومنین کے دلوں کو اپنی عظمت سے اور انتہائی مضبوطی سے باندھا ہوا تھا۔ یہی تو وہ سہارا تھا کہ جس کے بل بوتے پر 22 لاکھ مربع میل سے زیادہ علاقے پر اللہ کی عملی حکومت تھی۔ یہاں تک تو کوئی ایسی بات ہی نہیں جو اختلافی ہو۔ اختلاف تو یہاں سے آگے شروع ہوتا ہے۔

آپ مجھے منزل کا بتا دیں مگر راستہ نہ بتائیں، میں تو تاحیات تلاش میں بھٹکتا پھروں گا۔ ہمارے جید علماء کرام نے ہمیں منزل تو بتائی مگر رستہ بتانے سے اعراض کر گئے۔

ہمیں سنت کا کہہ دیا۔ رسولؐ اللہ کے نام پر دلوں میں گرمی تو پیدا کر دی۔ آنکھیں تو خیرہ ہو گئیں مگر یہ تو بتایا ہی نہیں کہ وہ سنت کس فرقہ سے متعلق ہو آیا وہ سنی فقہ ہو کہ شیعہ، سنیوں میں کس کی ہو، دیو بندیوں کی یا بریلوی فقہ ہو۔ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی، میں تو لاتعداد فرقوں کے نام ہی بھول گیا ہوں۔ چلیں انہی پر اکتفا کرتے ہیں۔ آخر ان میں سے کن کی فقہ ہو۔ آیا سنیوں کی ہو جن کو شیعہ حضرات مطلق اور پکے کافر قرار دے چکے ہیں۔ یا شیعہ حضرات کی جو سنیوں کے فتویٰ سے کافر قرار پائے ہیں۔ یا پھر دیو بندی حضرات کی فقہ ہو جنہیں بریلوی حضرات کافر قرار دے چکے ہیں۔ میں نے سنا ہے کہ جس پر کفر کا فتویٰ لگ جائے وہ تو کافر ہو جاتا ہے۔ اگر یہ بات ہے تو پھر سب سے پہلے ان حضرات کو پھر سے اسلام قبول کرنا ہو گا۔

اب چلتے ہیں شق نمبر (9) کی طرف۔ جس میں سب سے پہلا ذکر ہے "اسلامی فرقوں" کا۔ میں نے تو قرآن مجید میں پڑھا ہے کہ پوری دنیا میں صرف دو ہی فرقے ہیں۔ دو ہی جماعتیں ہیں۔ صرف دو ہی پارٹیاں ہیں۔ (1) ایک حزب اللہ اور (2) دوسری حزب الشیطان۔

مسلمانوں میں تو بقول قرآن مجید فرقہ کا کوئی تصور نہیں۔ بلکہ تفرقہ بازی تو شرک ہے۔ سورہ روم۔ (33:32)۔ فرقہ بندی اللہ کا عذاب ہے (انعام 65)۔

اور سب سے بڑی بات کہ فرقہ بندوں سے رسول اللہ ﷺ کا کوئی تعلق نہیں (انعام 159)۔

ہمارے جید علماء کن چکروں میں پڑے ہوئے ہیں۔ کس دنیا کے باسی ہیں۔ کیا یہ وہ لوگ نہیں کہ جن کی روش کے متعلق قرآن عظیم نے فرمایا کہ "انہوں نے تو علم آچکنے کے بعد (بھی) آپس کی ضد کی وجہ سے تفرقہ ڈالا (الشوریٰ 14)۔

اور ضد کبھی ختم نہیں ہوتی۔ "یہ فرقے صرف ان کی اپنی ضد کی وجہ سے ختم نہیں ہوئے (17:18)۔

جب فرقہ بندی شرک ہے اور شرک ظلم عظیم ہے تو پھر اسلام میں فرقوں کا وجود کس لئے۔ یا اپنے فرقوں کا وجود تسلیم کیجئے یا قرآن سے انکار کیجئے۔ **ادخلو فی السلم کافۃ**۔ داخل ہونا ہے تو پورے داخل ہو جاؤ۔ نہیں ہوتے تو صرف آدھا داخل ہونے کی ضرورت نہیں۔ تسلیم کرنا ہے قرآن کو تو پورا کیجئے ورنہ پھر......

قرآن کی رو سے فرقوں کا وجود کفر ہے۔ شرک ہے اور جو ہوں ہی مشرک وہ کبھی بھی حق بات پر اتفاق کر ہی نہیں سکتے۔ مومن حق پر اتفاق کرتے ہیں منکر جھوٹ پر اتفاق کرتے ہیں۔

ـ دن ہمارے تمام جید علماء نے صرف ایک امام کے پیچھے اگر بھی پڑھ لی تو ہم سمجھیں گے کہ حق پر اتحاد کا آغاز ہو گیا

میں یہ ہی کہتا ہوں کہ لفاظی تو ہر ایک کر سکتا ہے کوئی صورت سامنے لائیں تو تب مانیں گے۔ میں اپنے پڑھنے ـ سے صرف یہی التماس کر سکتا ہوں کہ آپ کی بصیرت ہم ـ بہتر بلکہ بہت بہتر راہ دیکھ سکتی ہے۔ ہمارے دل قرآن کے ـان کے مطابق اندھے ہو گئے ہیں (الحج 46)۔ سب کچھ دیکھتے ـے بھی جانتے ہوئے بھی ہم حقیقت سے نظریں چرائیں تو

ـفر ۔ کیوں کر بتائے کیا بتائے
اگر ۔ ماہی کے دریا کدھر ہے

اور رہے قاضی صاحب تو گزشتہ پچاس سالوں میں اور پاکستان بننے سے پہلے ان کی جماعت نے جو قربانیاں دیں وہ میرے قارئین مجھ سے زیادہ بہتر جانتے ہوں گے۔

اور باقی رہا بائیسواں نکتہ تو وہ جو کتاب کا ہے وہ تو ظاہر ہے اور جو سنت ہے وہ اس طرح ہے کہ

نہ نو من تیل ہو گا نہ رادھا ناچے گی

اور باقی رہی علماء کے اکٹھے ہونے والی بات تو لاکھوں لوگ اگر اکٹھے ہوں مگر دل جدا ہوں تو ایسے اکٹھے ہونے سے علیحدگی بہتر ہے۔

آخر میں سورۃ الانعام کی آیت نمبر 117 کا مفہوم

”اکثریت کی اتباع خدا کی راہ سے ہٹا دے گی۔ اس لئے کسی مسلک کے صحیح ہونے کی دلیل یہ نہیں کہ اسے اکثریت نے اختیار کر رکھا ہے۔“

۲۵ سالہ تجربہ کار

پیپلز کلیئرنگ ایجنسی
کسٹم ہاؤس سے منظور شدہ
کلیئرنگ اینڈ فارورڈنگ ایجنٹ

کلیئرنگ اور فارورڈنگ کے معاملات میں ایک قدم آگے
ہمارے ۲۵ سالہ تجربہ سے دوسروں کے مقابلے میں زیادہ فائدہ۔
ہم آپکی خدمت کیلئے ہمہ وقت تیار ھیں۔

۵۔ وقار سینٹر، فرسٹ فلور رام بھارتی اسٹریٹ، جوڑیا بازار۔ کراچی
فون: ۲۴۲۶۱۲۸ ۲۴۳۱۰۴۵ - ۲۴۳۷۵۳۷
فیکس نمبر:
ٹیلیکس: ۲۱۰۴۳ BTC PK

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب المراسلات

محترم محمد یوسف عیش صاحب چک نمبر 200 گ۔ ب تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد سے لکھتے ہیں:

"محترم پرویز صاحب کی قرآنی فکر کے مطابق انسانی جسم کی پرورش مادی ضروریات زندگی سے استفادہ کرنے سے ہوتی ہے مگر انسانی ذات کی نشوونما دوسروں (یتامٰی و مساکین) کو ضروریات زندگی کی فراہمی سے ممکن ہے۔ سوال یہ ہے کہ ایک جسمانی لحاظ سے معذور فرد جو دوسروں کا محتاج ہے کسی کو کچھ دے نہیں سکتا اس کی ذات کی نشوونما کس طرح ہو گی۔ جو سوچ سکتا' سن سکتا ہے' بول سکتا ہے مالی لحاظ سے بھی اور جسمانی لحاظ سے بھی کسی کے لئے کچھ کرنا تو درکنار اپنے لئے بھی کچھ نہیں کر سکتا۔ کیا اس کی ذات کی نشوونما کا بھی کوئی امکان ہے؟ کسی مقدس کتاب و زبان کے دہرانے سے تو اس کو کوئی اجر و ثواب نہیں ملے گا۔ اجر تو اعمال صالحہ سے ہی ملے گا۔ اگر یہ کہا جائے کہ دعاؤں و تسبیح و مراقبے سے اس کو اجر و ثواب ملے گا تو پھر مذہبی پیشوا سچے ہیں۔ مہربانی کر کے اس سوال کا جواب طلوع اسلام میں شائع کر دیں تاکہ دیگر قارئین بھی استفادہ حاصل کر سکیں۔"

جواب:-

ضروری نہیں کہ معاشرے میں ہر فرد مالدار ہو۔ مالی لحاظ سے محتاج انسان بھی یتامٰی اور مساکین کے ساتھ دلی ہمدردی کے ذریعے ان کی دلجوئی کر سکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے مسکرا کر بات کرنے کو بھی بڑی نیکی قرار دیا ہے۔ اپنے حلقہ اثر میں دوسرے صاحب حیثیت لوگوں کو ان کی طرف راغب کر سکتا ہے۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ احتیاط کی جائے کہ ان یتامٰی و مساکین کے حقوق کوئی غصب نہ کر لے جو آج کل عام ہے۔ مثلاً زکوٰۃ کے بارے میں اسلامی اصول یہ ہے کہ یہ غریبوں کی بہبود پر خرچ کی جائے اگر کچھ بچ جائے تو وہ حکومت کے دوسرے کاموں پر خرچ کی جا سکتی ہے۔ آج کل حکومت بینکوں کے حرام سود سے زکوٰۃ کے نام پر جو رقم اکٹھی کر رہی ہے۔ اس کا زیادہ تر حصہ ہمارے علماء فرضی دینی مدارس کے نام پر ہڑپ کر رہے ہیں۔ اس کا اندازہ اس امر سے لگائیے کہ ہمارے سابقہ وزیراعظم نے ایک مدرسے کے معائنے کے موقع پر اس کی انتظامیہ کو اس زکوٰۃ فنڈ سے پچاس لاکھ روپے کا چیک پیش کیا۔ یہ دینی مدارس اس سرکاری زکوٰۃ کے علاوہ بھی لوگوں سے زکوٰۃ کی رقم بٹورتے رہتے ہیں۔ اس طرح غریبوں کو ان کے حق سے محروم کر رہے ہیں۔ اس کے خلاف آواز اٹھانا بھی' غریبوں کی مالی مدد کے برابر ہے' کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اس طرح انہیں ان کا حق مل جائے۔ مختصر یہ کہ بے کس لوگوں سے کسی قسم کی ہمدردی بھی' ان کی مالی اعانت کے برابر ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محترم المقام جناب چیف ایگزیکٹو جنرل پرویز مشرف صاحب' G.H.Q راولپنڈی

السلام علیکم ورحمتہ اللہ ۔

عنوان :-- زہر کے سوداگر

جس امریکہ نے دنیا کو تمباکو نوشی سکھائی تھی آج وہی اس کی تباہ کاریوں پر نوحہ کناں ہے چنانچہ سگریٹ نوش پروہائٹ ہاؤس کے دروازے بند ہیں اور کینسر کے محقق بھی اس کے سخت مخالف ہیں۔

متحدہ عرب امارات کی وزارت انصاف اسلامی امور و اوقاف کے اعلان کے مطابق ملک کے دارالافتاء نے تمباکو کے استعمال اور اس کی فروخت کو اسلامی اصولوں کے بر خلاف قرار دیا ہے۔ وزارت کا یہ اعلان تمام مساجد کے آئمہ نے نماز جمعہ کے اجتماعات میں پڑھ کر سنایا۔

جناب والا! میں نے تمباکو کے زہر پر کی جانے والی تحقیقات کا بغور جائزہ لیا اس کا نچوڑ یہ ہے کہ تمباکو 9 زہروں کا مرکب ہے۔ یہ زہر دماغ پر اثر انداز ہوتے ہیں تو لوگ اسے نشہ کا نام دیتے ہیں۔ یہ زہر نسوار میں بھی پورے طور پر موجود ہیں۔ لہذا تمباکو، سگریٹ اور نسوار فروش یعنی **زہر کے سوداگر** عام سوداگری نہ کریں۔ ان کو پرمٹ کے بغیر یہ تجارت نہ کرنے دی جائے۔ یہ زہر بچوں کے ہاتھ فروخت نہ کیا جائے۔ سگریٹ کی ڈبیہ پر لکھا جائے کہ گھر۔ دفتر۔ ہوٹل۔ بس۔ ویگن یا موٹر میں سگریٹ نوشی نہ کریں۔ سگریٹ نوشی تنہائی میں کریں۔ اب آپ اس کے زہر ملاحظہ فرمائیں۔

پروسک ایسڈ PROSIC ACID' ایمونیا AMMONIA' پائیریڈین PYRIDINE' کاربن مونو اوکسائیڈ CARBON MONO OXIDE' فرفیورل FURFURAL' کولڈین COLLIDINE' ایکورولین ACROLEIN' سلفیوریٹڈ ہائیڈروجن SULPHURATED HYDROGEN نکوٹین NICOTINE.

حضور والا! تمباکو نوشی کے خلاف جہاد اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ کرپشن کے خلاف۔ آیئے ہم سگریٹ کلچر کے بر خلاف باغبان کلچر کو اپنائیں۔ باغبان کلچر۔ پیارا کلچر۔ والسلام

ملک حنیف وجدانی
صدر باغبان ایسوسی ایشن
معرفت PO موہڑہ سیداں' مری

تفصیل' امدادی رقوم برائے قحط زدگان بلوچستان و سندھ

بذریعہ ادارہ طلوع اسلام لاہور (رجسٹرڈ)

نمبر شمار	معطی حضرات	رقم
1-	بزم طلوع اسلام لندن	5,000 روپے
2-	بزم طلوع اسلام لندن	25,000 روپے
3-	بزم طلوع اسلام 215/EB	2,000 روپے
4-	بزم طلوع اسلام ناروے	99,965 روپے
5-	بزم طلوع اسلام منڈی بہاؤالدین	500 روپے
6-	بزم طلوع اسلام راولپنڈی	1,500 روپے
7-	بزم طلوع اسلام خواتین' لاہور	1,000 روپے
8-	بزم طلوع اسلام جلالپور جٹاں	7,500 روپے
9-	بزم طلوع اسلام کوئٹہ	2,000 روپے
10-	محترمہ شمع احمد	3,84,366 روپے
11-	محترم سجاد انور' امریکہ	50 (امریکی ڈالر) (تقریباً"2500) روپے
12-	محترم ڈاکٹر صلاح الدین' لاہور	2,500 روپے
13-	محترمہ مسز رشیدہ بٹ' لندن	3,000 روپے
14-	محترمہ مسز عارفہ بٹ' لاہور	500 روپے
15-	محترم فیصل ارشاد	700 روپے
16-	محترم اعجاز احمد' لاہور	1,000 روپے
17-	محترمہ مسز جاویدہ	2,000 روپے
18-	محترم علی محمد چوہدری' گوجرانوالہ	2,000 روپے
19-	محترم عمر فاروق	200 روپے
20-	محترم نذیر احمد	250 روپے
21-	محترم محمد حنیف' لاہور	5,000 روپے
22-	محترمہ مسز نیئرہ شاہد' امریکہ	27,000 روپے
23-	محترم پروفیسر محمد انعام' نارووال	10,000 روپے
24-	محترم مختار احمد' لاہور	1,100 روپے
25-	محترمہ شمع احمد' لندن	29,664 روپے
	ڈائریکٹ ڈرافٹ	
26-	بزم طلوع اسلام کویت	3,00,000 روپے
27-	محترمہ شمع احمد' لندن	2,48,991 روپے
28-	محترم اصغر علی' لندن	(100پونڈ) 8,240 روپے
29-	محترم ایس۔ خالد' لندن	(100پونڈ) 8,240 روپے
30-	محترم ٹی۔ احمد' لندن	(25پونڈ) 2,060 روپے
31-	محترم ایم۔ حقداد' لندن	(20پونڈ) 1,648 روپے
32-	ایم۔ اے صدیقی' لندن	(250پونڈ) 20,600 روپے

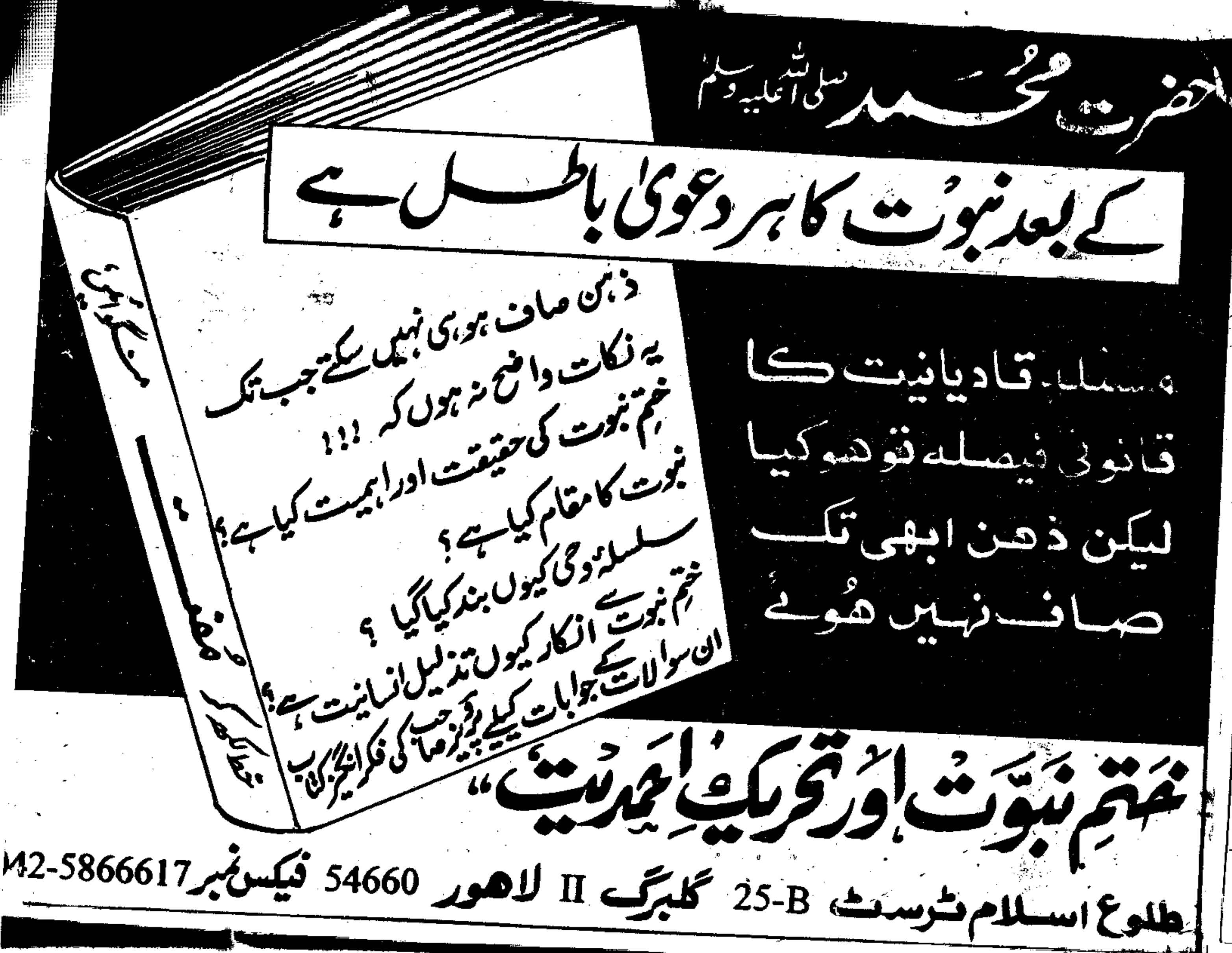
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کے بعد نبوت کا ہر دعویٰ باطل ہے
مسئلہ قادیانیت کا
قانونی فیصلہ تو ہو گیا
لیکن ذہن ابھی تک
صاف نہیں ہوئے
ذہن صاف ہو ہی نہیں سکتے جب تک
یہ نکات واضح نہ ہوں کہ !!!
ختم نبوت کی حقیقت اور اہمیت کیا ہے؟
نبوت کا مقام کیا ہے؟
سلسلۂ وحی کیوں بند کیا گیا؟
ختم نبوت سے انکار کیوں تذلیل انسانیت ہے؟
ان سوالات کے جوابات کیلئے پرویز صاحب کی فکر انگیز کتاب
"ختم نبوت اور تحریک احمدیت"
خط لکھ کر مفت منگوائیں
طلوع اسلام ٹرسٹ 25-B گلبرگ II لاہور 54660 فیکس نمبر 042-5866617

DARS-E-QURAN

IN ENGLAND

UNDER THE MANAGEMENT OF BAZM TOLU-E-ISLAM LONDON

Place	**Day**	**Time**
76 Park Road, ILford, Essex IGI 1SF	FIRST SUNDAY OF THE MONTH Ph: 020-8553-1896 E-mail: maqbool.farhat@virgin.net	14.30
53 Downlands Drive Southgate West Crawley West Sussex RH11 8QZ	EVERY LAST SUNDAY OF THE MONTH *Contact* M.Khalil: Ph: 01293 446258 Or Arshad Mahmood:01293 419 784	14.30
373 Whitton Dene Hounslow Middlesex TW7 7NF	EVERY 3RD SUNDAY OF THE MONTH Ph:Tariq Aziz: 020-8755-1099 Mobile: 07939 017117	14.30
LADIES ONLY 72 Herent Drive Clayhall ILford, Essex IG5 OHG	EVERY LAST FRIDAY . OF THE MONTH Ph:Rubina Khawaja: 020-8550-3893 Or Suriaya Farhat : 020-8553-1896	12.30

VOICE OF YOUTH

CHAINED !

By
Saima Hamid

Chained by Tradition,
Chained by Superstition,
And Locked by frustration·
Envoloped by a blanket of darkness,
And isolated in desertion.
Used by exploiters again,
And again, and again.

Each ladder explains the same story
---of useless traditions
baseless arguments, altercations
        and a fist in the eye!
---Destruction!
Wasting away in a culture of
Denial!

You see Dawn, resurgence,
Unity! Equity! Justice! Peace!
Conviction! Discipline!!
        A music
        Above the general noise
        A harmonious thought
A Questioning of the Norm!

A Raising of their hands,
A Dare to die---
And then, to Dare is to Live.
Among the Catastrophe,
In the middle of Collapse—
We move Again, all towards
                The Light

and the chains start to break loose....

'Wet Paint' to everyone. He has succeeded on the basis of his accumulated wealth. I am not stating all this on hearsay. I have read and scrutinized each and every word of Mr. Maudoodi. These intrigues and conspiracies cannot diminish our movement or thoughts of Mr. Parwez. Although we are sad, because of his opposition, our young and nimble generation became unable to benefit from the Quranic light properly. Mr. Maudoodi's literature, which uses the name of Islam to oppose Islam, is only because of his propaganda, nobody will even bother about it, as soon as this stormy period is over. As time passes, the Quranic thoughts of Mr. Parwez, in the words of poet Ghalib—will become like wine, more intoxicating and sharp. Dr. M. Iqbal calls himself "Poet of Tomorrow", I personally think Mr. Parwez is also, "Thinker of Tomorrow", his message is ahead of our times. Time will come when the darkness of evil storms will end and the refulgence of Quran's light will shine through. The gods of secularism, monarchy, anarchy, priesthood and materialism will be annihilated, and this planet will begin to dazzle in the brilliance of its Creator. The thoughts of Parwez belong to those times.

Respected listeners! I am apologetic for having taken so much of your time, I, however, think you all will agree that our time has not gone in futility. I bring my saga to an end with prayers that Almighty Allah may grant more years to Mr. Parwez, who has never demanded anything from us, in return for his devotion to this mission. A mission that is none other than to have dominion of God on this Earth.

Wassalam—M. Islam. *Representative, Tolu-e-Islam Council, Karachi.*

****

"Then you must read S. Nazeer Niazi's book, *'Iqbal kay Hazoor'*, on one occasion someone mentioned the leaving out of a few people in *Javaid Nama...*"

Please notice; the director is talking of Mr. Niazi's book. But his malicious nature did not let him mention Mr. Parwez, instead he says, "Someone asked.........." You can well imagine the narrow-minded and tunnel vision of our educated personalities. And this attitude is not restricted only to some Dar out there. This attitude has infected the whole country or has been spread into the nation. I came across some very responsible individuals who apart from agreeing, are in complete accord and jealously admire what Mr. Parwez has written. No sooner they walk out of their rooms these same individuals begin to back bite and envenom the surrounding.

The problem with a reformer is that he rejects each and every false idea which hampers; he is never prepared to compromise. To stand by him, one needs iron will and tremendous courage. On the contrary, a person who is swimming with the currents will always be highly praised by his audience the first time; whereas a person who speaks against false concepts, notions and ideas will not only become lonely, he also faces humiliation from all corners. Mr. Parwez is a Quranic Evolutionary. He considers it his duty to refute and repudiate any type of concept that is repugnant and against Quranic principles. Because of this, antagonism is of course natural!

But in this case to spread this ill will, an organized group is perpetually and constantly carrying on their false propaganda. And the group's founder Mr. Abul Alaa Maudoodi shirks from Mr. Parwez and is fearful of him. As he knows that for the last 40 years, Mr. Parwez has been keeping a sharp eye on all his activities, therefore whatever mask he wears will be taken off. And there is truth in this. Moreover, Mr. Maudoodi knows that if the young minds have access to Mr. Parwez's literature they will be overcome and influenced by him. Consequently, the make-belief world of Mr. Maudoodi will come to an end. Mr. Parwez brings the Quranic Ideology in the limelight of modern age by cogent reasoning and satisfies the mind of the reader. That is the sole reason that educated youth are enthused over his books. On the contrary Mr. Maudoodi's literature contains the same old wine which is being manufactured in new bottles. His whole technique is to involve the reader in his jugglery of words, that keeps peeling off like 'onionskin and one finds nothing underneath. His success depends on his propaganda that proceeds from flooding money in the nation. How it absorbs others in its currents can be understood from one incident. His explanatory book *"Tafheem-ul-Quran"*, was ceremoniously inaugurated in Metropole and Intercontinental Hotels where thousands were invited and you all can imagine the expenditure of all this pomp and show. The elite and educated eulogized his work in their long speeches. Upon inquiring it came to our attention, that leave alone reading, these learned ones had not even seen the book before this inauguration.

I was, however, saying Mr. Maudoodi fears Mr. Parwez. His only way out was to fabricate and concoct false accusations against Mr. Parwez and make him look like

Quran'. You can judge the significance of this publication by the fact that it has been translated in French in Tunisia, Morocco.

I have mentioned these books just for the sake of example; otherwise the reader can find numerous other references in these books that refer to Mr. Parwez's thoughts. He often says that the power of Truth is like a fountain that rises by its own force. All his works are published in Urdu except one, which is in English. As far as its publicity is concerned apart from the monthly periodical of 'Tolu-e-Islam', one does not see the publications mentioned anywhere else in the country. We send the books to newspaper authorities, but they without writing a single word for or against, don't even have the courtesy to return the books. Inspite of this, American and European schools of thought are carrying on research work on our movement.

On the other hand, you will observe the narrow-minded hostility, vilifying rivalry and malicious attacks from our learned and so called wise ones. On the rostrums and speakers they go on reading pages and pages from his books. The interpretations of Quran are borrowed from his books, they use his language and terminology but never have the decency to even mention his name as a reference. Instead we hear abuses, profane and obnoxious calls from all these learned responsible individuals. Since we are at it, allow me here to mention an incidence of their kindness. Mr. S. Nazeer Niazi wrote a small book entitled, *'Iqbal's Domain—Visits and Conversations'*, which is a sort of a diary of Dr. Iqbal's last days. In this book is a detailed account of Dr. Iqbal's meeting on January 10, 1938. The group which met Iqbal comprised of Allama Aslam Jirajpuri, Sheikh Siraj-ul-Haq, the late Asad Multani and Mr. Parwez. This meeting occupies thirty pages in the book and particularly mentions Mr. Parwez in it. On one occasion Mr. Niazi writes:

> "We were discussing the book *Javaid Nama* with Dr. Iqbal and Mr. Parwez inquired, 'In Pharaoh's court we see the invincible faith of the priests. Their strong belief was a perfect answer to pharaoh's atrocities. Why could you not mention this in your book...."
>
> "To which Iqbal relied, 'A lot of others need to be added in *Javaid Nama.* I also wanted to convey my respects to the souls of S. Ahmed Dehlvi (Sir Syed) and S. Ahmed Brailvi; besides that I had a few more on my mind. As a reminder I have noted these down somewhere. I shall bring those up in my first opportunity. (page 64)

Please be advised, on this occasion the name of Mr. Parwez has been mentioned again and again. "Mr. Parwez inquired..." Now, we have a learned person among us, Bashir A. Dar, who claims himself of being an authority on Dr. Iqbal. He also was at one time director of Iqbal Academy. He wrote an article on May 23, 1976 in the daily newspaper *Nawa-e-Waqt* of Lahore. The heading was 'Iqbal and Sir Syed'. He writes:

and attitude like a loving father. His wise counsels and broad outlook decisions are reflections of his contented mind. His clear and piercing vision effortlessly reaches the heart of problems confronting us. We can anticipate that his influential sphere shall augment as time goes by."

One can fathom the comments of this researcher, that Mr. Parwez's status remains like a sympathetic and aggrieved father. We don't call him 'Baababji' for nothing.

3. Dr. Freeland Abbott who is the head of the History department of Tufts University in USA has published a book of vast horizons, entitled *"Islam and Pakistan"* in 1968. In his book, following his appreciation on Mr. Parwez's thought and the movement of 'Tolu-e-Islam' he writes:

"Mr. Parwez is at present the paramount reformer in Pakistan." (page 139)

4. The name of Prof. E.I. Rosenthal needs no introduction. He has written a marvelous book, *"Islam in the Modern National State"*, that was published by Cambridge University Press in 1965. He has done an extensive survey of various Islamic movements in Pakistan and writes in detail about Mr. Parwez and his movement.

5. In 1970 Aziz Ahmed and G.E. Vongruebaum jointly wrote a book called *"Muslim Self-statement in India and Pakistan"*. In this book they have done extensive work on the Islamic efforts of various reformers and politicians of that period, from Sir Syed A. Khan to Field Marshal M. Ayub Khan. A complete chapter is devoted to the thoughts and movement of Mr. G.A. Parwez.

"Islamic Modernism in India" is another book which is authored by Mr. Aziz Ahmed and published by Oxford University Press in 1967. He has gone over the thoughts and movement of Mr. Parwez.

6. Sometime in the recent past a student came from McGill University, Montreal, Canada on a research visits to Pakistan for her doctorate thesis. Miss S. McDonough has written a paper called *"The Authority of the Past"*, that was published in 1970 by the American Academy of Religion. She chose Sir Syed, Iqbal and Parwez for her research topic. Though she is a student, nevertheless, it comes to show that universities of America and Canada are considering him for their doctorate research. It has come to my knowledge that McDonough has written another research paper called, *"Social Import of Parwez's Religious Thoughts"*. This paper has not reached us, but in the academic circles it is being talked about.

7. Dr. P. Robert A. Butler from Switzerland is affiliated with the Latin Department of Punjab University and is a personality of high repute in the Christian missionary circle of Pakistan. His association with our mission can be surmised by the fact that he reads every book of Mr. Parwez as soon as it is published. Last year he put his years of erudition in words and called it, *'Ideological Revolution Through the*

WESTERN THINKERS AND PARWEZ

1. In 1960 a German scholar Peter Schmid traveling through Indo-Pak happened to come across Mr. Parwez. He later compiled his impressions and experiences in book form. The English translation of his book, *India-Mirage and Reality,* became quite renowned. His meeting with Mr. Parwez has been narrated in alluring and dramatic words. As we all know, there is a separate room in his residence where he works and attends to his visitors. This scholar happened to see him in the same room and paraphrased his thoughts in the following manner:

> "Last time when I visited Pakistan I met the late Pir Mankey Sharif. This time I had the privilege of meeting with another religious personality whose erudition and vast outlook puts him in a completely different perspective. Quranic Research Center, whose founder is G.A. Parwez, is located on the ground floor of a house in Gulberg. The same Gulberg which is inhabited, besides others, by movie stars. The gadgets and items and his library are a proof that the room is his work-study and sleeping place both. The old age creases on his countenance, his sleepless eyes, grayed hair and simple framed spectacles were also a proof of his perplexed and pensive speculations. His sleepless vision explicitly expresses the saga of his contemplative hardships. According to him 'Faith' did not mean forsaking the world, on the contrary it is voluntarily struggling to qualify and reflect the characteristics of Divinity."

Ladies and gentlemen! How acute is the perception of these western thinkers. Mr. Parwez often says, 'I do not remember when was the last time I had sound sleep.' A person whose mind is constantly active the whole day in profound contemplation cannot think of sound sleep. Had he not told us that, there is little doubt that we never would have realized the deprivation of his sleep. This scholar has envisaged in the first visit that his mind needs relaxation and the creases of his forehead are like the gooves on a gramophone record in which are embedded centuries of history. After describing his personas this scholar moves on and narrates his conversation with him about communism and Quran's economic system.

2. Famous Dr. J.M.S. Baljon published a book in 1961 called, *"Modern Muslim Quran Interpretation."* For his subject he chose three personalities of Indo-Pak. The late Maulana Abul Kalam Azad, late Allama Inayat Ullah Mashriqi and Mr. G.A. Parwez. He has done a comparative analysis of Quranic speculations of these three. Because of that his book became known internationally. He introduces Mr. Parwez in the following mode:

> "In order to assess the dynamics of the personality of Mr. Parwez, one should not seek his enlightened mind or in-depth research. The Divine benevolence has bestowed him for those receptive minds whose torsioned argosy pulsating in tempestuous currents needs an anchor. A teacher with heightened faculties

A. All his life is full of sequences. There is sequence in his thoughts; sequence in his plans and of course there is bound to be sequence in his books and a very acute one. This point needs elaborate explanation, but since it is an important question and no matter how brief, I deem it necessary to express my views.

His life is devoted to bringing the human civilization nearer to Quran. Let them discover, that the vital issues of life can be resolved through its system. He has two types of groups to confront. The first is the priestly class who claim themselves to be in the light of God and hence need no other guidance. The other type are those who have forsaken, rejected and repudiated religion and have reached the conclusion that life's matters and problems need no supernatural guidance. The human mind is sufficient enough to solve the problems. He has first of all addressed this latter class which comprises of the educated youth. For them he wrote his book, 'Insan nay kiya socha' (Mind Through the Ages). This publication can easily be called a *magnum opus*. In this he lays down the principal thoughts from Socrates to the present day Einstein, Alfred N.Whitehead and various other philosophers, thinkers, scientists, reformers and researchers. The book is an exegesis of the pioneers of religious movements in plain nomenclature. The style of interpretation in the whole book is not to criticize, comment or complain on any of these personalities. They are all explained, in plain language, as they thought. The youth does not peruse this book for religious purposes, but only to develop its knowledge. After perusal to the end, these young minds revert to the author to find out as to where they must seek guidance on life's issues. This is the crowning experience of the book. The book qualifies the fact of author's stupendous erudition of human knowledge, his vision and versatile mind. It also adopts the salient, invisible and effective expressions to bring about this heavenly change in a trouble-free way.

Some of his other books, listed below, all follow a sequence:

I. Asmaani kitabain (Revealed Books).
II. Mun au Yazdan (Me and Allah).
III. Iblees-o-Aadum (Satan and Adam).
IV. Tareekhi Silsila (Historical Serial).
V. Miraj-e-Insaniyat (Paramount of Humanism).
VI. Khatm-e-Nabuwat (Culmination of Messengerhood).
VII. Lughaat-ul-Quran (Quran's Lexicon, Four volumes).
VIII. Mafhuumul Quran (Meaning of Quran, Three volumes).
IX. Jahan-e-Furda (Life of Hereafter).
X. Kitaab-ut-Taqdeer (Book of Destiny).
XI. Shahkar-e-Risalat (Prodigy of the Messenger).
XII. Iqbal and Quran (Iqbal and Quran).
XIII. Matalib-ul-Furqan (Interpretations of Quran).
XIV. Tabweeb-ul-Quran (Quran's Classification).

ent, as we are convinced that in the end only this (Quranic) ideology will surpass It is God's promise that after all is said and done through the ages, God's gdom shall prevail over all man-made systems.

9 ***In order to bring this psychological change in the nation, do you depend y on these resources or do you resort to any other means?***

In fact, there are other means. As far as Mr. Parwez is concerned, he considers t to galvanize a culture psychologically the best way is to modify the academic rriculum of the future generations. For this he has strived day and night that an doption of an educational system within the precincts of the Quranic sphere should be given in the hands of the ruling powers.

Now let it be known that he was personally involved in the Muslim League movement, because of that he is personally known to the founders of Pakistan. Founders, on whom depended the future of the nation. After the creation of Pakistan, on the issue of change in the educational system, almost each and everyone holding powers was in complete accord with his scheme. It is the irony of fate, not one of them is prepared to help in giving this matter practical shape.

Q.20 ***We heard that Mr. Parwez had plans to found his own school. What happened to that?***

A. Yes! After being disappointed by the power holders and rulers, he finally decided to build an exemplary research center, on a minor scale and present it to the government. This scheme was highly applauded by the milieu. The primary obstacle coming in the way was obtaining grounds for this project. So it was decided, in order to eschew fraudulent pressures, to acquire land through proper government channels.

This plan reached its final stages after three or four years of painstaking patience. When only a few months were remaining for the date of acquisition of land, it came in the knowledge of a multimillionaire; he bought the land and the whole scheme of Mr. Parwez was smashed to smithereens. At present this matter is in the High Court and nothing more can be said on this.

A future historian shall someday write on this, how by a nefarious design a nation was deprived of a potent and life-giving ideology. Nevertheless, he is not pessimistic even in his later years of life, and is full of hopes. These days we are waiting for the court decision.*

Q.21 ***We would like to know as to Mr. Parwez's books. Does he write on whatever topic comes to his mind or is there any kind of sequence in his books?***

---

*For the information of the reader it may be stated that in due course of time the Supreme Court had decided in favour of the Quranic Education Society. But today, once again, the land is under the occupation of a Qabza Group. So the Struggle goes on! (Editor)

As far as this matter is concerned, it is explained explicitly in numerous issues of 'Tolu-e-Islam' monthly periodical that, "No communist can be a Muslim and no Muslim a communist." After this statement, you may decide for yourself as to how can he be a communist. In fact, in the present times one will be hard put to find someone else who has written more than Mr. Parwez against communism in this country. If you are still not convinced you can peruse his discourses entitled:

I. Mao tse Tung and Quran,

II. Islamic Socialism and

III. Where Karl Marx has failed.

Q.17 *Mr. Parwez does not take part in active practical politics. Why is that?*

A. The reason is, our present times are a victim of Machiavellian politics. It is impossible for an individual to claim affiliation with the Holy Quran and succeed in such type of politics. In order to succeed one has to adopt policies of organizations like Jamaat-e-Islami. And those policies are:

I. It is expedient, in certain matters, to give false statements.

II. It is one thing to formulate principles and quite another when it comes to applying them in life.

III. To overcome your enemy, there is no need for any scruples.

(Please refer to 'Turjuman-ul-Quran' periodical of Jamaat-e-Islami of May 1958)

We feel ashamed to act on such policies!

Q.18 *When you do not participate in practical politics then how do you propose Islamization?*

A. In the same method the Quran propounds. No culture can be converted, until and unless the people are not overhauled mentally and psychologically. This change emerges by reverberating the words of Quran and this is our mission. Mr. Parwez has devoted all his life for this purpose and we are his partners in this mission.

Whosoever agrees with this line of thought, has organized meeting councils in various cities, where by with Tolu-e-Islam's permission, its thoughts and Quranic ideas are transmitted to folks within the country and abroad. The sources comprise of Mr. Parwez's published books, lectures and brochures or short discourses. These council meetings are sponsored and supported by low-income people as the rich and wealthy ones do not agree with Quranic Thoughts. That is why our resources are very limited. We do not get any type of foreign aid and neither do we receive *zakat* or any other type of religious funds or collect sacrificed goat or sheepskins from the public. We do not ask for monetary contributions from the public. Our social circle maintains members with very little means and so its activities are very limited too. This is all selflessly motivated and based on Truth. And Truth needs no external support to unfold that is why its voice is spreading very rapidly without crutches. We are

Islamic system based on Quran. That is the only cause of these various priestly classes to repudiate Mr. Parwez's call for one Muslim brotherhood.

These priestly classes have never expressed a negative desire on the topic of Islamic Constitution, but they always want to give Mr. Parwez the cross and opposed him by calling him a disbeliever in Islamic gospel and Hadith. They have been levying this charge against him for a prolonged period of twenty years and the spearhead of all this propaganda has been 'Jamaat-e-Islami', Eventually, Mr. Maudoodi, the founder of Jamaat, finally admitted and in 1970 proclaimed that it was not possible to frame an Islamic Constitution in the spirit of Quran and Sunnah, which will be unanimously conceded by all Muslim factions. (Refer to Jamaat's organ "ASIA" of August 22. 1970).

Q.14 ***At least now the opposition should be subdued and terminated. We observe that they still carry on their opposition, why is it so?***

A. 'Why is it so?' can only be explained by the Jamaat-e-Islami. You all will be surprised to know that after admitting that no Islamic laws can be formulated on the basis of Quran and Sunnah, they are also harping their tune to bring about an Islamic infrastructure based on "Quran and Sunnah."

Q.15 ***That certainly is very absurd, they are stating Islamic Laws not implementable and in the same breadth want to compile and formulate a legislative system. There has to be some purpose for doing this?***

A. It is very vivid. Mr. Maudoodi neither has intentions of formulating an Islamic legal system, nor wants the implementations of Shariah in Pakistan. His sole purpose is to stigmatize all the leaders of every party in power and blame them to be nefarious, wicked and clever in their plans. The easy way out for this is to put forward an impracticable and ridiculous system that will not be applicable. And when the power holders fail to uphold the fabricated Islamic system, the Jamaat can then blast off that all these leaders do not have good intents and purposes. Give us the power and we will give you an Islamic System in one day!

Mr. Maudoodi is very clear and understands this perfectly that in his race for power Mr. Parwez is the only one who impugns his motive. That is the reason Mr. Maudoodi is constantly throwing rubbish at him. If you need to verify on this issue you can question Mr. Maudoodi as to how can he bring about an Islamic Legal System when he himself admits that it is not possible to formulate one which can be approved by all Muslim factions. Just ask him that and then wait for his answer.

Q.16 ***It is also said that Mr. Parwez is a communist. What have you to say to that?***

A. Our predicament remains that anyone can say anything on any matter. Neither the listener is prepared to follow through the statement as to its authenticity nor will the accused be given a chance to justify on the issue. Moreover, when there exists an organization like Jamaat-e-Islami, then propaganda knows no limits.

necessary traditional rituals of that particular religion. By virtue of doing so, the priests say and believe that the individual is salvaged in life hereafter. On the contrary, DEEN is the name given to that 'code of life' or 'constitution' of an Islamic nation whose whole life revolves around the tenets and principles prescribed in the Holy Quran. Consequently this results in peace. This is the basic point of departure of Mr. Parwez's education from other religious schools of thought.

Q.13 ***There are so many organizations which project and propagate a similar concept of DEEN. How are you different from the mainstream of religious institutions?***

A. In fact it is not the projection of a concept. In reality, it is giving it a practical shape. Obviously, (the survival of a nation depends on the framework of its constitution and legislature) the nation takes its form by the spirit of its constitution and legislature, and its implementation. When we talk about "national laws", we are a implying its application equally and uniformly on all diverse sections of the Islamic nation, regardless of economic or social status. The present *status quo* of the Muslims of Pakistan is, it has divisions of various factions. Each faction has its own *shariah,* laws which are called FIQAH. Apparently, there is not a single FIQAH among these various factions whose shariah laws are unanimously conceded to by all the Muslims and are worthy of entering into the legislative assembly. Now the question arises, how can we formulate an Islamic Constitution that will by and large be accepted by all Muslims?

The priestly class response to this question is, it is absolutely possible to frame an Islamic Constitution, based on the spirit of The Holy Quran and Gospel. This is the biggest derisive situation in which the Muslims have been confided into. As not only that each and every FIQAH has its own SUNNAH, but their definition of SUNNAH is also exclusive. Hence, every SUNNAH comprises of its own FIQAH. When this is the state of affairs, with so many different FIQAHS, to formulate a single, mutually accepted and universal "Islamic Constitution," becomes beyond comprehension. None of them has an answer to this, yet these priests are repeating the raga of Sunnah all the time.

Now Mr. Parwez's point of view is that every faction has its own definition of SUNNAH that possesses its own FIQAH, but there is one object that is common among these different factions, by virtue of which they are capable of standing on one platform. And that is.... The Quran!

The national Islamic Constitution must be based on principles and concepts of Quran. Since every faction claims to have a hold on truth, therefore every faction avoids the notion of forming a single Islamic Constitution. By doing so will abolish every faction's monopoly on its class and completely wipe out their age-old authority. In other words the institution of priestcraft is totally annihilated by forming a single

In the same way as people survived during the times of the Messenger (PBUH), when there was no sect. The Messenger Muhammad (PBUH) was neither a Sunni nor a Shiite, neither a Hanfi nor a Shafai. Neither a Maliki nor Humbli. They were neither Dayobundis nor Barailvees. They were Muslims and Muslims alone. We in the same way are also Muslims and Muslims alone.

Q.11 ***It is also heard that Mr. Parwez will one-day announce his messengerhood?***

A. Whosoever says so, claims to hold knowledge of the future and according to the Quran no man can claim knowledge of future. Talking about revelation? Mr. Parwez believes that even holy inspirations should not be taken into account, as they break the seal of the Finality of Messengerhood. For the last 40 years he is campaigning that "Qadianis" be considered a minority.

In 1935 a court decision was given in the district of Bahawalpur, based on a short essay written by Mr. Parwez. The decisive question being argued in the court was, whether any person by embracing Qadiani concept should be considered a Muslim or not. The learned and elite took part in it, the case instead of being solved was becoming more of an abracadabra. The proceedings of this case took nine years, by the time it was finalized it was all over the papers in the nation. This matter is mentioned in the judge's decision report, in which the District Judge Bahawalnagar, the late Mr. Mohammad Akbar says,

> "Prolonged arguments of the case could not define Messengerhood, neither were we able to know the significance of 'Finality of Messengerhood' in Islam. Fortunately, one day in the editorial of Azam Garh's monthly periodical Maarif, I came across an article by Mr. Chaudhry G.A. Parwez, that solved the whole case."

In the light of that, it was decided that by becoming an 'Ahmedi,' a person is taken for a pariah in Islam. You can refer to his publication *"Khatam-e-Nabuwat and Tehreek-e-Ahmediyat."* If, to spread rumors about him, that he will announce his messengerhood one day, are not a false accusation of the highest order, by what other name can you call this propaganda that Mr. Parwez will one day announce his messengerhood? It seems that Jamaat-e-Islami is helpless when it comes to such matters. That is why according to its Amir Mr. Maudoodi, telling a lie is imperative under certain circumstances. We can only pray for their salvation in the courtroom of Allah.

Q.12 ***The knowledge of Islam is passed on either by individuals or institutions. By what means does the education of Islam given by Mr. Parwez differ from others and how is it unique?***

A. The answer demands a bit of explanation. This knowledge differs in the fact that Mr. Parwez teaches Islam as a DEEN or as a system not as a religion. Religion is man's private relationship with Almighty that is consumed by performing the

Messenger's teachings. This method of praying and rituals shall aid in unifying various sects of Muslims. Because of this he observes the same traditional ways when offering his prayers and advises other people to do the same. Now we all are aware that the five timings of prayers including its details are nowhere mentioned in the Quran, nevertheless the constitution of prayer's details are directed towards the Messenger (PBUH). What would you call an individual who obeys all these details strictly: A believer in the Messenger's deeds or the one who denies? Please ponder and give your serious consideration to this matter. Actually the rebel in this case is the sect which calls itself, "Ahl-e-Quran", they have devised their own timings and details of prayers. And Mr. Parwez is strictly against this faction as far as Islam is concerned. Please refer to his pamphlet entitled 'Rumors of Ahl-e-Quran'.

Mr. Maudoodi on the other hand says, only those sayings and deeds of the Messenger are worth considering which fall in the tenure of his messengerhood and not the ones, which he performed in his capacity as a human being. Again the standard, as to which deeds of the Messenger were performed in the capacity of a Messenger, he says only a person who can determine the messenger's temperament can judge-in other words the judge is he himself. Now you all can decide for yourselves as to what Mr. Maudoodi proclaims himself to be. Please be advised here that I have proof of each and every word I am saying. In case if any one has doubts they are most welcome to ascertain from me.

Q.9 ***It is usually said that Mr. Parwez is trying to create another sect in Islam. That is why his followers are called 'Parwezee', Is it true?***

A. We are aware of this incrimination. As far as I can visualize, Mr. Parwez is probably the first person who had the courage to speak up and proclaim that to divide the system of Islam in different sects is next to *Shirk* (placing another god besides God), and these kind of believers have nothing to do with the Messenger Muhammad (PBUH). Again, you all can decide for yourselves as to how can a person create a separate sect when these are his beliefs. Leave alone a new sect; we do not even take into account the prevailing different sects of Islam. Concepts are concerned with speculations, and the practical proof of a sect is, they offer their prayers in their own separate places of worship. Now have you ever observed a 'Parwezee' offering prayers in or outside of Pakistan. separately from the rest? On this issue Mr. Parwez is so careful, that in our annual conventions, he decided that prayers should be offered in nearby mosques and not within the premises.

The word 'Parwezee' is also an intrigue; it has been coined by mischief monger groups. None of us calls himself/herself 'Parwezee.' Now you tell me, do you have anything to say after this?

Q.10 ***If you all don't belong to any sect then how do you survive?***

brought into use and cannot be devalued. I can quote here many examples, which will only take more of our time. The word 'Parwez' belongs to ancient Persian language and is the name of a star of high repute. And hence the meaning of the word 'Parwez' can be taken to pertain to great heights. World-renowned scholar and visionary Dr. Allama M Iqbal has used this word frequently in his poems and verses. He attached aesthetic values to this word. If he has adopted this word as his penname, what is wrong with doing that? Even otherwise so many people in Pakistan are called 'Parwez'. Why is it considered strange and a point of criticism if Mr. Parwez uses the same name. If that is how you want to rationalize, the most criticized name among Muslims should be "Abul Alaa" which means (Heaven forbid) 'father of Allah'. But we shall never stoop so low!

Q.7 ***It is commonly talked about that Mr. Parwez does not believe in the sayings of the Messenger Muhammad (PBUH). Do you have anything to say?***

A. This is a part of that nefarious propaganda directed towards Mr. Parwez. I will not involve in the discussions of Hadith (sayings of The Messenger), as this topic needs much explanation. Whosoever is keen is welcome to peruse his book entitled, "Muqaam-e-Hadith," published by the council of Tolu-e-Islam. For the time being I shall suffice on one argument. Mr. Parwez considers that in our Hadith compilation we have authentic ones, and those that have lost their true significance and meanings over the passage of years. The ones that are according to the tenets narrated in the Holy Quran are authentic. He further believes, those Hadiths which go against the teachings and spirit of the Quran or devalue the Messenger (PBUH) or his apostles must not be considered of any value.

On the contrary his main opponent, the Amir of Jamaat-e-Islami, Mr. S. Abul Alaa Maudoodi states, "In the Hadith collections there are true and false ones both. Only those can be considered true that are evaluated by any individual who can assess the temperament of the Messenger Muhammad (PBUH). In other words criteria of authenticity of Hadith according to Mr. Parwez is the Holy Book of Quran, while in Mr. Maudoodi's case, it is his own judgment and verdict, as accordingly in Jamaat's opinion Mr. Maudoodi himself possesses the insight of the Messenger (PBUH). After this, you can decide for yourself, as to who denies the Hadith. I will not go further, you can scrutinize the biography of The Messenger by Mr. Parwez and you will observe numerous Hadiths quoted therein by him.

Q.8 ***Mr. Parwez is also stigmatized as denying the deeds of the Messenger. What is your opinion?***

A. Without delving into the details, allow me to quote Mr. Parwez's attitude towards *salaat* (Our daily prayers). He says that no individual or faction has any right to change the prevalent procedures and timings of our daily prayers. The procedures should remain as they are, until the system of Islam is established according to the

A. We give him same respect that is given by the students to their teacher. We are understanding and learning the Holy Quran from him, that is why he is our mentor.

Q.3 ***Do you take every statement of Mr. Parwez as the final word of the Code of Life?***

A. Mr. Parwez teaches that the Final Code of Life is the Quran, and no human can claim to have the final word.

Q.4 ***Do you consider Mr. Parwez's Quranic research beyond scrutiny?***

A. Never! Mr. Parwez has mentioned again and again in the preface of his each book that whatever follows is a human endeavor, which is neither beyond criticism nor can it be the last word. His attitude towards the Holy Quran is like a seeker and that is how he emphasizes, it must be. The culmination of all his efforts is that people should try to rationally peruse the Holy Book of Quran. All his books, essays, addresses, lectures and discussions are a means to this end. And we also take advantage of the same.

Q.5 ***What is Mr. Parwez's mode of conduct with you all?***

A. Very friendly! He has never made us feel as if he is greater than we are in any way. His attitude towards the newcomers is also such that they can freely converse with him. His lectures are delivered in the same manner too. His life is simple and like an open book. Inspite of stupendous erudition he has never made any person feel as if he/she is sitting in front of a scholar of vast acclaim.

We take our personal and family problems to him and he has always advised us like a sympathetic friend. His advice is very solemn and his suggestions are very gainful. He always has our family secrets of life concealed within him and those shall remain embedded and secure. No other person dare know anything about it. He remains pure at heart and committed to his word. That is how he is related to us. As far as his companionship is concerned, we have found him to be of high aesthetics and yet so simple and straight that his aura makes one feel like you are living life in the real sense. His admiration for great poetry can be realized in his writings and speeches. And with all due respects, I'll take this opportunity to reveal the secrets of his musical faculty. Great maestros have been heard saying that the musical ear, which he possesses, does not belong to the common world. Mr. Parwez himself states that a person devoid of aesthetic values of this universe cannot fully appreciate and comprehend the literature of the Quran.

Q.6 ***Mr. Parwez calls himself "Parwez" although Khusro Parwez was on arrogant individual who tore apart the letter of Muhammad (PBUH). What have you to say to that?***

A. That incident is accurately true. But let me point out here the principle underlying this argument. A person's derogatory characteristics do not by any means make the words of his name derogatory. Words have their own value; they are always

TRIBUTE TO PARWEZ

1976 CONVENTIONAL ADDRESS

By

M.Islam

[This noteworthy Address has been rendered into English by Aboo Bakr Rana Deen.]

With the name of Allah the Most Exalted the Most Merciful!

Mr. President, ladies and Gentlemen,

Assalam-o-Alaikum!

The office of the Council of Tolu-e-Islam, Karachi is a center where Quranic thoughts of Mr. Parwez are projected, argued and discussed in elaborate detail. People from all walks of life come here with their critical points of view.

In the capacity of Council's representative I have to attend to these visitors. The criticism here or points of objection are not directed towards any individual, nor are they limited to the precincts of the city of Karachi. These questions are related to the Quranic Ideology transmitted by Tolu-e-Islam movement and its activities. Under these circumstances, I realized that if the whole motive of this movement is forwarded to receptive minds in a nutshell, its efficacy can become more consolidated. I further would like to make it clear, the responsibility of the answers that follow herein, lies on me personally and not on the Council. In case if anyone needs further elucidation on any question, please feel free to contact me.

Now I present to you the criticism directed towards Tolu-e-Islam in the form of questions and answers.

Q.1 ***How do you people consider Mr. Parwez?***

A. Mr. Parwez has devoted majority of his life span towards concentration on Quranic ideology. And whatever he understands from the Quran he passes them on to others. That is why we consider him to be ***Mufakir-e-Quran*** (Thinker on Quran) and a transmitter of such thoughts. Neither does he claim to be anymore than that nor do we consider him to be beyond that.

Q.2 ***How much respect worthy do you consider Mr. Parwez?***